519

# ایجنڈا

# برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

## منعقدہ، 26-جون 2013

### تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

## سرکاری کارروائی

### سالانہ بجٹ گوشوارہ بابت سال 14-2013

### مطالبات زر برائے سال 14-2013 پر بحث اور رائے شماری

| | | |
|---|---|---|
| مطالبہ نمبر PC-21001 | ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 66 لاکھ 3 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2014 کو ختم ہونے والے مالی سال 2013-14 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "افیون" برداشت کرنے پڑیں گے۔ | تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 14-2013 جلد اول کے صفحات 1 تا 9 ملاحظہ فرمائیں۔ |
| مطالبہ نمبر PC-21002 | ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 3-ارب 52 کروڑ 24 لاکھ 82 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2014 کو ختم ہونے والے مالی سال 14-2013 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "مالیہ اراضی" برداشت کرنے پڑیں گے۔ | تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 14-2013 جلد اول کے صفحات 11 تا 46 ملاحظہ فرمائیں۔ |
| مطالبہ نمبر PC-21003 | ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 6 کروڑ 15 لاکھ 54 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2014 کو ختم ہونے والے مالی سال 14-2013 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "صوبائی آبکاری" برداشت کرنے پڑیں گے۔ | تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 14-2013 جلد اول کے صفحات 47 تا 61 ملاحظہ فرمائیں۔ |
| مطالبہ نمبر PC-21004 | ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 23 کروڑ، 4 لاکھ، 49 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2014 کو ختم ہونے والے مالی سال 14-2013 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "اسٹامپ" برداشت کرنے پڑیں گے۔ | تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 14-2013 جلد اول کے صفحات 63 تا 72 ملاحظہ فرمائیں۔ |

520

مطالبہ نمبر PC-21005

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو2۔ارب7کروڑ74لاکھ،66ہزارروپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2014کو ختم ہونے والے مالی سال14-2013کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادااخراجات کے ماسوادیگراخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"جنگلات"برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 14-2013 جلد اول کے صفحات 73 تا94ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC-21006

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو5کروڑ77لاکھ93 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2014کو ختم ہونے والے مالی سال 14-2013کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"رجسٹریشن"برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 14-2013جلد اول کے صفحات95 تا105ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC-21007

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو11کروڑ،4لاکھ،79ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون 2014 کو ختم ہونے والے مالی سال14-2013کے دوران صوبائی مجموعی فنڈسے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگراخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"اخراجات برائے قوانین موٹرگاڑیاں برداشت"کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 14-2013جلد اول کے صفحات 107تا122ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC-21008

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو42کروڑ97لاکھ75ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2014کو ختم ہونےوالےمالی سال 14-2013کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگراخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"دیگر ٹیکس ومحصولات"برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 14-2013 جلد اول کے صفحات 123تا145ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC-21009

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو11۔ارب34کروڑ60لاکھ28ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون 2014 کو ختم ہونے والے مالی سال 14-2013کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"آبپاشی وبحالی اراضی"برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 14-2013 جلد اول کے صفحات 147تا286 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC-21010

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو14۔ارب73کروڑ74 لاکھ88ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2014کو ختم ہونے والے مالی سال14-2013کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ما سوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"انتظام عمومی"برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال14-2013جلد اول کے صفحات 305تا783 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC-21011

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو8۔ارب17کروڑ2لاکھ،45ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2014کو ختم ہونے والے مالی سال14-2013کے دوران صوبائی مجموعی فنڈسے قابل ادااخراجات کے ماسوادیگراخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"نظام عدل"برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 14-2013 جلد اول کے صفحات 785تا847ملاحظہ فرمائیں۔

521

| | | |
|---|---|---|
| مطالبہ نمبر PC-21012 | ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو5- ارب74 کروڑ67 لاکھ94 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30- جون 2014 کو ختم ہونے والے مالی سال14-2013 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "اخراجات برائے جیل خانہ جات وسزا یافتگان کی بستیاں" برداشت کرنے پڑیں گے۔ | تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 14-2013 جلد اول کے صفحات 849تا885ملاحظہ فرمائیں۔ |
| مطالبہ نمبر PC-21013 | ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو70-ارب51 کروڑ53 لاکھ33 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30- جون 2014 کو ختم ہونے والے مالی سال 14-2013 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "پولیس" برداشت کرنے پڑیں گے۔ | تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 14-2013 جلد اول کے صفحات 887تا970ملاحظہ فرمائیں۔ |
| مطالبہ نمبر PC-21014 | ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو8 کروڑ62لاکھ 28 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30- جون 2014 کو ختم ہونے والے مالی سال14-2013 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "عجائب خانہ جات" برداشت کرنے پڑیں گے۔ | تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 14-2013 جلد اول کے صفحات 971تا984ملاحظہ فرمائیں۔ |
| مطالبہ نمبر PC-21015 | ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو38-ارب31 کروڑ49 لاکھ45 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30- جون 2014 کو ختم ہونے والے مالی سال 14-2013 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "تعلیم" برداشت کرنے پڑیں گے۔ | تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 14-2013 جلد اول کے صفحات 985 تا1229 ملاحظہ فرمائیں۔ |
| مطالبہ نمبر PC-21016 | ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو45-ارب99 کروڑ86 لاکھ61 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30- جون2014 کو ختم ہونے والے مالی سال14-2013 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد خدمات "صحت" برداشت کرنے پڑیں گے۔ | تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 14-2013 جلد دوم کے صفحات 1 تا344 ملاحظہ فرمائیں۔ |
| مطالبہ نمبر PC-21017 | ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو3-ارب20 کروڑ59 لاکھ46 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30- جون2014 کو ختم ہونے والے مالی سال14-2013 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "صحت عامہ" برداشت کرنے پڑیں گے۔ | تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 14-2013 جلد دوم کے صفحات 345تا384ملاحظہ فرمائیں۔ |
| مطالبہ نمبر PC-21018 | ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو6-ارب23 کروڑ83 لاکھ89 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30- جون 2014 کو ختم ہونے والے مالی سال14-2013 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "زراعت" برداشت کرنے پڑیں گے۔ | تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 14-2013 جلد دوم کے صفحات 385تا507ملاحظہ فرمائیں۔ |

522

| | | |
|---|---|---|
| مطالبہ نمبر PC-21019 | ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو46کروڑ،86لاکھ،32ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2014کو ختم ہونے والے مالی سال 14-2013کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادااخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"ماہی پروری" برداشت کرنے پڑیں گے۔ | تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 14-2013 جلد دوم کے صفحات509 تا525ملاحظہ فرمائیں۔ |
| مطالبہ نمبر PC-21020 | ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو3۔ارب،14کروڑ80لاکھ13ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2014کو ختم ہونے والے مالی سال14-2013کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"ویٹرنری" برداشت کرنے پڑیں گے۔ | تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 14-2013 جلد دوم کے صفحات 527تا637ملاحظہ فرمائیں۔ |
| مطالبہ نمبر PC-21021 | ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو15کروڑ60لاکھ13ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2014کو ختم ہونے والے مالی سال 14-2013کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"امداد باہمی" برداشت کرنے پڑیں گے۔ | تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 14-2013 جلد دوم کے صفحات 639تا662ملاحظہ فرمائیں۔ |
| مطالبہ نمبر PC-21022 | ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو5۔ارب86کروڑ51 لاکھ64ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون 2014کو ختم ہونے والے مالی سال 14-2013کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"صنعتیں" برداشت کرنے پڑیں گے۔ | تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 14-2013 جلد دوم کے صفحات 663تا714ملاحظہ فرمائیں۔ |
| مطالبہ نمبر PC-21023 | ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جوایک ارب89کروڑ58لاکھ73ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2014کو ختم ہونے والے مالی سال 14-2013کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"متفرق محکمہ جات" برداشت کرنے پڑیں گے۔ | تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 14-2013 جلد دوم کے صفحات 715تا816ملاحظہ فرمائیں۔ |
| مطالبہ نمبر PC-21024 | ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو3۔ارب32کروڑ39 لاکھ49ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2014کو ختم ہونے والے مالی سال14-2013کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"سول ورکس" برداشت کرنے پڑیں گے۔ | تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 14-2013 جلد دوم کے صفحات 817تا861ملاحظہ فرمائیں۔ |
| مطالبہ نمبر PC-21025 | ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو3۔ارب،45کروڑ،11لاکھ،37ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2014کو ختم ہونے والے مالی سال 14-2013کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"مواصلات" برداشت کرنے پڑیں گے۔ | تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 14-2013 جلد دوم کے صفحات 863تا912ملاحظہ فرمائیں۔ |

523

| | | |
|---|---|---|
| مطالبہ نمبر PC-21026 | ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 30 کروڑ، 68 لاکھ، 13 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2014 کو ختم ہونے والے مالی سال 2013-14 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "محکمہ ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ" برداشت کرنے پڑیں گے۔ | تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 2013-14 جلد دوم کے صفحات 913 تا 931 ملاحظہ فرمائیں۔ |
| مطالبہ نمبر PC-21027 | ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 5 کروڑ، 74 لاکھ، 57 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2014 کو ختم ہونے والے مالی سال 2013-14 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ریلیف" برداشت کرنے پڑیں گے۔ | تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 2013-14 جلد دوم کے صفحات 933 تا 945 ملاحظہ فرمائیں۔ |
| مطالبہ نمبر PC-21028 | ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 74۔ارب، 93 کروڑ 52 لاکھ، 53 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2014 کو ختم ہونے والے مالی سال 2013-14 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "پنشن" برداشت کرنے پڑیں گے۔ | تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 2013-14 جلد دوم کے صفحات 953 تا 958 ملاحظہ فرمائیں۔ |
| مطالبہ نمبر PC-21029 | ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 18 کروڑ، 5 لاکھ، 61 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2014 کو ختم ہونے والے مالی سال 2013-14 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سٹیشنری اینڈ پرنٹنگ" برداشت کرنے پڑیں گے۔ | تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 2013-14 جلد دوم کے صفحات 959 تا 983 ملاحظہ فرمائیں۔ |
| مطالبہ نمبر PC-21030 | ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 36۔ارب روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2014 کو ختم ہونے والے مالی سال 2013-14 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سبسڈیز" برداشت کرنے پڑیں گے۔ | تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 2013-14 جلد دوم کے صفحات 985 تا 989 ملاحظہ فرمائیں۔ |
| مطالبہ نمبر PC-21031 | ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 2۔ کھرب 48۔ ارب 76 کروڑ 26 لاکھ 88 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2014 کو ختم ہونے والے مالی سال 2013-14 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "متفرقات" برداشت کرنے پڑیں گے۔ | تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 2013-14 جلد دوم کے صفحات 991 تا 1188 ملاحظہ فرمائیں۔ |
| مطالبہ نمبر PC-21032 | ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 5 کروڑ، 76 لاکھ، 11 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2014 کو ختم ہونے والے مالی سال 2013-14 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "شہری دفاع" برداشت کرنے پڑیں گے۔ | تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 2013-14 جلد دوم کے صفحات 1189 تا 1203 ملاحظہ فرمائیں۔ |

524

| | | |
|---|---|---|
| مطالبہ نمبر PC-13033 | ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جوایک کھرب26۔ارب55کروڑ30لاکھ69ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطاکی جائے جو30۔جون2014کو ختم ہونے والے مالی سال14-2013کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"غلے اورچینی کی سرکاری تجارت"برداشت کرنے پڑیں گے۔ | تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 14-2013 جلد دوم کے صفحات 1205تا 1224ملاحظہ فرمائیں۔ |
| مطالبہ نمبر PC-13034 | ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو3کروڑ،25لاکھ،75ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطاکی جائے جو30۔جون2014کو ختم ہونے والے مالی سال 14-2013کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگراخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"میڈیکل سٹورزاور کوئلے کی سرکاری تجارت"برداشت کرنے پڑیں گے۔ | تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال14-2013 جلد دوم کے صفحات 1225تا 1235ملاحظہ فرمائیں۔ |
| مطالبہ نمبر PC-13035 | ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 10 کروڑروپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2014 کو ختم ہونے والے مالی سال 14-2013کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگراخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"قرضہ جات برائے سرکاری ملازمین"برداشت کرنے پڑیں گے۔ | تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال14-2013 جلد دوم کے صفحات 1237تا 1241ملاحظہ فرمائیں۔ |
| مطالبہ نمبر PC-13050 | ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو8۔ارب14کروڑ75لاکھ92ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطاکی جائے جو30۔جون2014کو ختم ہونے والے مالی سال 14-2013کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ما سوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"سرمایہ کاری برداشت کرنے پڑیں گے۔ | تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 14-2013 جلد دوم کے صفحات1267 تا 1271 ملاحظہ فرمائیں۔ |
| مطالبہ نمبر PC-22036 | ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جوایک کھرب70۔ارب70کروڑ56لاکھ37ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطاکی جائے جو30۔جون2014کو ختم ہونے والے مالی سال14-2013کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ترقیاتبرداشت کرنے پڑیں گے۔ | تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر (ترقیات) برائے سال14-2013 جلد اول کے صفحات 1تا500ملاحظہ فرمائیں۔ |
| مطالبہ نمبر PC-12037 | ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو34۔ارب،97کروڑ،65لاکھ روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطاکی جائے جو30۔جون2014کو ختم ہونے والے مالی سال14-2013کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگراخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"تعمیرات آبپاشی"برداشت کرنے پڑیں گے۔ | تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر(ترقیات) برائے سال14-2013 جلد دوم کے صفحات 1تا41ملاحظہ فرمائیں۔ |
| مطالبہ نمبر PC-12038 | ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو18کروڑ،11لاکھ،40ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطاکی جائے جو30 جون 2014 کو ختم ہونے والے مالی سال 2014-2013کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگراخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"زرعی ترقی وتحقیق"برداشت کرنے پڑیں گے۔ | تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر (ترقیات) برائے سال 14-2013جلد دوم کے صفحات43تا46ملاحظہ فرمائیں۔ |

525

| | | |
|---|---|---|
| مطالبہ نمبر PC-12040 | ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 50 کروڑ روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2014 کو ختم ہونے والے مالی سال 2013-14 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ٹاؤن ڈویلپمنٹ" برداشت کرنے پڑیں گے۔ | تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر (ترقیات) برائے سال 2013-14 جلد دوم کے صفحات 47 تا 50 ملاحظہ فرمائیں۔ |
| مطالبہ نمبر PC-12041 | ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 32۔ارب 99 کروڑ 10 لاکھ روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2014 کو ختم ہونے والے مالی سال 2013-14 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "شاہرات و پل" برداشت کرنے پڑیں گے۔ | تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر (ترقیات) برائے سال 2013-14 جلد دوم کے صفحات 51 تا 115 ملاحظہ فرمائیں۔ |
| مطالبہ نمبر PC-12042 | ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 50۔ارب، 64 کروڑ، 57 لاکھ، 23 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30 جون 2014 کو ختم ہونے والے مالی سال 2013-2014 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سرکاری عمارات" برداشت کرنے پڑیں گے۔ | تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر (ترقیات) برائے سال 2013-14 جلد دوم کے صفحات 117 تا 349 ملاحظہ فرمائیں۔ |
| مطالبہ نمبر PC-12043 | ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 10۔ارب 53 کروڑ 3 لاکھ 48 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2014 کو ختم ہونے والے مالی سال 2013-14 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "قرضہ جات برائے میونسپلیٹیز / خود مختار ادارہ جات وغیرہ" برداشت کرنے پڑیں گے۔ | تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر (ترقیات) برائے سال 2013-14 جلد دوم کے صفحات 351 تا 363 ملاحظہ فرمائیں۔ |

527

# صوبائی اسمبلی پنجاب

## سولھویں اسمبلی کا دوسرا اجلاس

بدھ،26۔جون2013

(یوم الاربعاء،16۔شعبان المعظم1434ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10بج کر30منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

---

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری محمد علی قادری نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِo

إِنَّ هَٰذَا الْقُرْآنَ يَهْدِي لِلَّتِي هِيَ أَقْوَمُ وَ
يُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ أَجْرًا
كَبِيرًا ﴿٩﴾ وَأَنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ أَعْتَدْنَا
لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ﴿١٠﴾ وَيَدْعُ الْإِنسَانُ بِالشَّرِّ دُعَاءَهُ
بِالْخَيْرِ وَكَانَ الْإِنسَانُ عَجُولًا ﴿١١﴾ وَجَعَلْنَا اللَّيْلَ وَ
النَّهَارَ آيَتَيْنِ فَمَحَوْنَا آيَةَ اللَّيْلِ وَجَعَلْنَا آيَةَ النَّهَارِ
مُبْصِرَةً لِّتَبْتَغُوا فَضْلًا مِّن رَّبِّكُمْ وَلِتَعْلَمُوا عَدَدَ
السِّنِينَ وَالْحِسَابَ وَكُلَّ شَيْءٍ فَصَّلْنَاهُ تَفْصِيلًا ﴿١٢﴾
وَكُلَّ إِنسَانٍ أَلْزَمْنَاهُ طَائِرَهُ فِي عُنُقِهِ وَنُخْرِجُ لَهُ يَوْمَ
الْقِيَامَةِ كِتَابًا يَلْقَاهُ مَنشُورًا ﴿١٣﴾ اقْرَأْ كِتَابَكَ كَفَىٰ بِنَفْسِكَ
الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيبًا ﴿١٤﴾

**سورۃ بنیٰ اسرآئیل آیات 9تا14**

یہ قرآن وہ رستہ دکھاتا ہے جو سب سے سیدھا ہے اور مومنوں کو جو نیک عمل کرتے ہیں بشارت دیتا ہے کہ اُن کے لئے اجر عظیم ہے(9)اور یہ بھی (بتاتا ہے) کہ جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے اُن کے لئے ہم نے دُکھ دینے والا عذاب تیار کر رکھا ہے(10)اور انسان جس طرح (جلدی سے) بھلائی مانگتا ہے اسی طرح بُرائی مانگتا ہے۔ اور انسان جلد باز (پیدا ہوا) ہے(11)اور ہم نے دن اور رات کو دو نشانیاں بنایا ہے رات کی نشانی کو تاریک بنایا اور دن کی نشانی کو روشن تاکہ تم اپنے پروردگار کا فضل (یعنی) روزی تلاش کرو اور برسوں کا شمار اور حساب جانو اور ہم نے ہر چیز کی (بخوبی) تفصیل کر دی ہے(12)اور ہم نے ہر انسان کے اعمال کو (بہ صورت کتاب) اس کے گلے میں لٹکا دیا ہے اور قیامت کے روز (وہ) کتاب اسے نکال دکھائیں گے جسے وہ کھلا ہوا دیکھے گا(13)(کہا جائے گا کہ) اپنی کتاب پڑھ لے۔ تو آج اپنا آپ ہی محاسب کافی ہے(14)

**وماعلینا الاالبلاغo**

نعت رسولِ مقبول ﷺ جناب سرور حسین نقشبندی نے پیش کی۔

نعت رسولِ مقبول ﷺ

تیری جالیوں کے نیچے تیری رحمتوں کے سائے
جسے دیکھنی ہو جنت وہ مدینہ دیکھ آئے

نہ یہ بات شان سے ہے نہ یہ بات مال و زر کی
وہی جاتا ہے مدینے آقا ﷺ جسے بلائے

کیسے وہاں کے دن ہیں کیسی وہاں کی راتیں
انہیں پوچھ لو نبی ﷺ کا جو مدینہ دیکھ آئے

روضے کے سامنے میں یہ دعائیں مانگتا تھا
میری جاں نکل تو جائے یہ سماں بدل نہ جائے

وہ ظہوری یار میرا، وہی غمگسار میرا
میری قبر پہ جو آ کے نعت نبی ﷺ سنائے

## حلف

## نو منتخب خاتون ممبر اسمبلی کا حلف

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ نو منتخب خاتون ممبر حلف لینے کے لئے چیمبر میں موجود ہیں۔ میں ان سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ حلف لینے کے لئے اپنی نشست سے کھڑی ہو جائیں اور حلف لیں اس کے بعد وہ حلف کے رجسٹر پر دستخط فرمائیں گی۔

(اس مرحلہ پر نو منتخب ممبر صوبائی اسمبلی پنجاب محترمہ راحیلہ یحییٰ منور، ڈبلیو۔352 نے حلف لیا اور حلف کے رجسٹر پر دستخط ثبت کئے)

جی، آپ کو مبارک ہو۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: پہلے ان کو floor لینے دیں۔ یہ آج پہلے دن ممبر بن کر آئی ہیں، انہوں نے کوئی بات کرنی ہو گی۔ جی، محترمہ!

محترمہ راحیلہ یحییٰ منور: جناب سپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع دیا، ابھی تو مجھے سنبھلنے کا موقع نہیں ملا کیونکہ ابھی حلف لیا ہے۔ میں یقیناً پاکستان اور اس اسمبلی جس میں مجھے کام کرنے کا موقع ملا ہے پورے خلوصِ نیت اور وفاداری کے ساتھ کام کروں گی۔ اس کے علاوہ میری جہاں خدمات چاہیئے ہوں گی وہ حاضر ہیں اور میں اپنی قیادت کا شکریہ ادا کرتی ہوں جنہوں نے مجھے اس لائق سمجھا اور ایک ممبر کی حیثیت سے اس اسمبلی میں بھیجا، اس کے لئے میں بہت بہت شکریہ ادا کرتی ہوں۔

## پوائنٹ آف آرڈر

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ! خیریت تو ہے؟

## ملتان اور فیصل آباد میں خواتین کو جلائے جانے کے واقعات پر حکومتی کارروائی کا مطالبہ

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! شکریہ۔ اس ملک میں خواتین کی حالت یہ ہے، کل دو بہت افسوسناک واقعات ہوئے ہیں جن کی طرف میں ایوان کی توجہ دلانا چاہتی ہوں۔ ملتان میں ایک خاتون کو ان کے سسرال کی طرف سے آگ لگا کر جلا دیا گیا، دوسرا واقعہ فیصل آباد میں ہوا اس پر ورثاء نے بہت protest بھی کیا اور تیسرا واقعہ ڈیرہ غازی خان میں ایک عورت کو "کاری" قرار دیا گیا اس پر وزیر اعلیٰ صاحب نے نوٹس بھی لے لیا ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ لاء منسٹر صاحب یہاں پر موجود نہیں ہیں لیکن وزیر انسانی حقوق یہاں پر موجود ہیں، میں ان کے توسط سے وزیر اعلیٰ پنجاب سے ان دونوں واقعات پر نوٹس لینے کی اپیل کرتی ہوں چونکہ جہاں بھی وزیر اعلیٰ صاحب نے اس طرح کے واقعات پر نوٹس لئے ہیں وہاں پر ورثاء کو انصاف ملا ہے اور ان خواتین کو جو بے چاری ان واقعات کا شکار ہوئی ہیں انہیں ان کا حق بھی ملا ہے تو میری گزارش یہ ہے کہ اس پر بھی نوٹس لیا جائے۔ یہ دونوں بہت بھیانک واقعات ہیں، خاص طور پر خواتین کو جلائے جانے کے واقعات، جن میں سسرال کی طرف سے جو issues ہوتے ہیں ان میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ میری وزیر اعلیٰ پنجاب سے یہ گزارش ہو گی کہ ان دونوں واقعات پر جو ملتان اور فیصل آباد کے ہیں ان پر ضرور نوٹس لیا جائے۔ وہ بااثر افراد ہیں، کچھ نے قبل از گرفتاری اپنی ضمانتیں کروا لی ہیں اور ان کو arrest بھی نہیں کیا جا رہا تو میری پورے ایوان کی طرف سے یہ گزارش ہو گی کہ اس پر نوٹس لیا جائے اور ان خواتین کو جو اپنی زندگی کی بازی تو ہار گئی ہیں لیکن ہم خواتین جو یہاں پر موجود ہیں ہمیں ان کے لئے بات کرنی چاہئے اور ان کو انصاف دلانا چاہئے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، وزیر انسانی حقوق!

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور اور صحت (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ محترمہ عظمیٰ بخاری صاحبہ نے جو یہاں پر بتایا ہے ان دونوں باتوں پر نوٹس لیا جائے گا اور جو بھی اس میں مجرمان ہوئے They will come to the task. کسی کو immunity حاصل نہیں ہو گی، انہوں نے یہ بھی خود ہی کہا ہے کہ Some accused, they are on the pre-arrest bail. اس کا مطلب ہے کہ ان پر پرچہ درج ہو چکا ہے۔ Pre-arrest bail پر تو کسی کو arrest نہیں کیا

جا سکتا لیکن پھر بھی ان کی bails خارج کروا کر پکڑنے کے لئے سعی کی جائے گی تاکہ ان کی ضمانتیں خارج کروائی جائیں اور اس میں جو بھی مجرمان ہوئے اس کی انکوائری بھی کی جائے گی اور جو بھی اس میں ذمہ داران پائے گئے ان کے خلاف سخت تادیبی کارروائی کی جائے گی۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔ میں تمام معزز ممبران سے گزارش کروں گا۔۔۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! میری عرض سُن لیں۔

جناب سپیکر: جی، کیا آپ میری ایک بات سُن لیں گے، سُننے کی ہمت ہے یا نہیں ہے؟ تشریف رکھیں۔ جب سپیکر بول رہا ہو تو اس وقت اس کو interrupt نہیں کیا جاتا۔ آپ کی مہربانی ہے۔ میری دوسری گزارش یہ ہے کہ جب کوئی معزز مقرر بول رہے ہوں تو سپیکر اور ان کے درمیان سے گزرنے سے پرہیز کیا جائے، قواعد کے مطابق اسی طرح سے ہے جو میں نے آپ کو بتا دیا ہے۔ میں آپ سے ملتمس ہوں کہ ان چیزوں کا خیال رکھیں۔ آپ کو بہت دُنیا دیکھتی ہے، میں اکیلا ہی نہیں دیکھتا۔ آپ کی مہربانی۔

چوہدری رضا نصر اللہ گھمن: جناب والا! Sorry.

جناب سپیکر: میں آپ کو نہیں کہہ رہا، میں سب کی بات کر رہا ہوں۔

چوہدری رضا نصر اللہ گھمن: جناب والا! میں سب کی طرف سے sorry کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔ سردار صاحب! اب آپ فرمائیں!

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میں ایک اہم مسئلہ آپ کے توسط سے عزت مآب وزیر زراعت کی خدمت میں گوش گزار کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ وقت دیکھ رہے ہیں؟ یہ تحاریک التوائے کار کے لئے ہے۔

سردار شہاب الدین خان: جناب والا! یہ محکمہ زراعت واٹر مینجمنٹ، گریٹر تھل کینال کے متعلق ہے۔ اس میں کچھ contract ملازمین تھے جس میں ضلع بھکر، میانوالی، خوشاب، لیہ اور مظفر گڑھ کے تقریباً 56 ملازمین تھے۔۔۔

جناب سپیکر: وزیر زراعت! یہ جو کہہ رہے ہیں آپ اسے note فرمائیں۔

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جی، درست ہے۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! یہ 56 ملازمین تھے جنہوں نے آٹھ سال اس پراجیکٹ پر کام کیا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: اس پر باقاعدہ کوئی تحریک التوائے کار لائیں، کوئی اور چیز لائیں جس پر میں نوٹس بھی لے سکوں اور آگے ان کو بتا سکوں۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! میں معذرت کے ساتھ یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ اجلاس 29۔جون تک چلنا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کو کس نے بتایا ہے کہ اجلاس 29۔جون تک چلنا ہے؟ ہم نے تو آپ کو 3۔تاریخ تک کے لئے ایجنڈا بھیجا ہے۔

سردار شہاب الدین خان: جناب والا! میرے نوٹس میں نہیں ہے۔اگر وزیر موصوف یہ kindly note فرما لیتے تو بہتر تھا۔یہ 56 ملازمین ہیں جو گریٹر تھل کینال پراجیکٹ پر آٹھ سال سے کام کر رہے تھے ان کو بے روزگار کیا جا رہا ہے اور ان کا contract ختم کیا جا رہا ہے۔ میری آپ کے توسط سے اتنی استدعا ہوگی کہ ان بچوں کو جو تقریباً سب کمپیوٹر آپریٹر ہیں ان کو محکمہ زراعت میں کسی اور جگہ کھپایا جائے۔ مہربانی

## تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: اب تحاریک التوائے کار شروع کرتے ہیں۔ تحریک التوائے کار نمبر 13/24 ہے۔

چوہدری عامر سلطان چیمہ: جناب والا! میں نے ایک تحریک استحقاق جمع کروائی تھی وہ شاید ابھی تک put up نہیں ہو رہی۔اس کے لئے میری آپ سے request تھی۔

جناب سپیکر: آپ کو ہماری طرف سے کوئی letter ملا ہے؟

چوہدری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہوں کہ پہلے آپ نے میری تحریک استحقاق کو وزیر قانون کے پاس for comments بھیجا تھا۔ پھر آپ نے ان سے مشورہ کرنے کے بعد ڈی آئی جی (آپریشن) کو forward کر دی ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ Rules کو تو آپ ہی بہتر جانتے ہیں آپ سے بہتر کوئی بھی نہیں جانتا، آپ ہمارے سپیکر ہیں اور سب کچھ آپ کے اختیار میں ہے لیکن میری گزارش یہ ہوگی کہ جن لوگوں کے خلاف میں نے بات کی ہے ان ہی لوگوں کے پاس میری تحریک

استحقاق کو forward کر دیا گیا ہے۔ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ میری تحریک استحقاق اس ایوان میں put ہوتی یہاں سے آپ اسے reject کر دیتے یا accept کر لیتے، یہ ایوان کی صوابدید پر ہونا چاہئے۔ اب آپ نے میری تحریک استحقاق کو ڈی آئی جی (آپریشن) کے پاس بھیج دیا ہے کہ وہ میرے اس matter کو دیکھیں۔ ان ہی لوگوں کے خلاف تو میں نے بات کی ہے۔

جناب سپیکر: سیکرٹری صاحب! اس اجلاس کے بعد آپ مجھے ان کی تحریک استحقاق بھی دکھائیں اور comments بھی دکھائیں جو انہوں نے دیئے ہیں پھر اس کے بعد میں اس پر فیصلہ کروں گا۔ تشریف رکھیں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: شکریہ

جناب سپیکر: خسرے کی وباء پر تحریک التوائے کار نمبر 24/13 منجانب محترمہ ثمینہ خاور حیات آئی تھی جس پر بات ہوئی ہے اور وزیر قانون نے جواب دے دیا ہے لہٰذا Rule 83(D) کے تحت اسے dispose of کیا جاتا ہے۔ تحریک التوائے کار نمبر 27/13 ڈاکٹر مراد راس اور دوسرے ساتھی بھی ہیں لیکن ان کا نام لینا بہتر نہیں ہے۔ اسی طرح تحریک التوائے کار نمبر 115/13 منجانب محمد عارف عباسی dispose of کی جاتی ہے۔ اس کے بعد تحریک التوائے کار نمبر 41/13 چودھری عامر سلطان چیمہ، سردار وقاص حسن موکل صاحب کی طرف سے ہے۔

## لاہور اور دوسرے شہروں میں بچے اور نوجوان نہروں میں نہاتے ہوئے ڈوب کر مرنے سے عوام میں خوف وہراس کا پایا جانا

چودھری عامر سلطان چیمہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیمo میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 11۔جون 2013 کے قومی اخبارات میں یہ خبریں شائع ہوئی ہیں کہ لاہور اور دوسرے شہروں میں نہاتے ہوئے بچے اور جوان نہروں اور دریاؤں میں ڈوب کر ہلاک ہو رہے ہیں۔ اس تشویشناک خبر سے تمام عوامی حلقوں میں خوف اور سراسیمگی پیدا ہو رہی ہے چونکہ نہروں اور دریاؤں میں نہانے پر ایک طرف تو کوئی پابندی نہیں تو دوسری طرف مناسب حفاظتی اقدامات جیسا کہ life saving guards کی کوئی موجودگی نہیں چونکہ یہ بہت اہم معاملہ ہے اور اس کا تعلق انسانی جانوں کے ضیاع سے ہے اس لئے حکومت سے مطالبہ ہے کہ نہروں اور دریاؤں خصوصاً شہروں کے

قریب حفاظتی اقدامات کئے جائیں لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور اور صحت (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! یہ تحریک التوائے کار آج ہی انہوں نے پڑھی ہے اس لئے میری یہ گزارش ہو گی کہ اسے اگلے ہفتے تک کے لئے pendingفرمادیں۔

جناب سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو اگلے ہفتے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار میاں محمود الرشید، ڈاکٹر مراد راس اور محترمہ سعدیہ سہیل رانا کی طرف سے ہے۔ کون اس کو پڑھنا چاہے گا؟

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب والا! میں پڑھوں گی۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

## فیصل آباد کھڑیانوالہ شیخوپورہ روڈ پر طویل لوڈشیڈنگ کے خلاف احتجاج کرنے والوں پر پولیس کا لاٹھی چارج، چادر اور چار دیواری کے تقدس کو پامال کرنا

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: بسم اللہ الرحمن الرحیمo میں یہ تحریک پیش کرنا چاہتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "ایکسپریس" مورخہ 12۔جون 2013 کی خبر کے مطابق فیصل آباد میں بجلی کی طویل بندش کے خلاف ہزاروں افراد نے مظاہرہ کیا اور FESCO آفس کو آگ لگا دی۔ بیشتر علاقوں میں پانی کی قلت نے مشکلات میں اضافہ کر دیا۔ فیصل آباد کے علاقے کھڑیانوالہ میں ہزاروں افراد نے شیخوپورہ روڈ FESCO آفس میں داخل ہو کر توڑ پھوڑ کی اور بعد ازاں اسے آگ لگا دی۔ مظاہرین نے گرڈ سٹیشن میں داخل ہونے کی کوشش کی جس پر پولیس کی اضافی نفری طلب کر کے مظاہرین پر لاٹھی چارج اور شیلنگ کی گئی۔ اس دوران شدید جھڑپیں ہوئیں۔ فریقین نے ایک دوسرے پر پتھراؤ بھی کیا جس سے کئی مظاہرین زخمی ہوئے۔ اس دوران مظاہرین گھروں میں چھپ گئے جس پر پولیس چادر اور چار دیواری کا تقدس پامال کرتے ہوئے دیواریں پھلانگ کر اور دروازے توڑ کر اندر داخل ہو گئی اور خواتین اور بچوں کو بھی تشدد کا نشانہ بنایا۔ اس موقع پر بپھرے ہوئے اہلکاروں نے گھروں کے اندر بھی دروازے اور گھریلو اشیاء توڑ ڈالیں اور بیسیوں افراد کو بدترین تشدد کا نشانہ بناتے ہوئے باہر لایا

گیا، بعد ازاں گرفتار کر لیا گیا۔ پولیس کی طرف سے بدترین شیلنگ سے تین شیر خوار بچے اور متعدد خواتین بھی زخمی ہو گئیں۔اس دوران ٹریفک کا نظام معطل رہا۔اس خبر سے صوبہ بھر کی عوام بالخصوص فیصل آباد کی عوام میں شدید بے چینی اور اضطراب پایا جاتا ہے اور وزیر اعلیٰ سے مطالبہ کیا ہے کہ چادر اور چار دیواری کا تقدس پامال کرنے والوں کے خلاف سخت کارروائی کی جائے لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: شکریہ

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور اور صحت (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! اس کا باقاعدہ جواب ابھی نہیں آیا چونکہ یہ تحریک التوائے کار fresh ہے لیکن اس بارے میں جو بہت زیادہ ذمہ دار عناصر تھے ان کے خلاف سخت کارروائی کی گئی ہے اور ان کے خلاف پرچہ بھی درج ہوا ہے لیکن اس کا باقاعدہ written answer ابھی تک موصول نہیں ہوا۔

جناب سپیکر: اس کی مفصل رپورٹ منگوا کر ایوان کو بتایا جائے۔ Pending it till Saturday.

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب والا! اگر اجازت ہو تو اس پر عرض کرنا چاہوں گا۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب والا! میں اس سلسلے میں وزیر موصوف کی اطلاع کے لئے عرض کرنا چاہوں گا کہ یہ تحریک التوائے کار fresh نہیں ہے بلکہ اس واقعہ کو ہوئے ڈیڑھ ہفتہ گزر گیا ہے اور اسی دن ہم نے یہ تحریک جمع کروادی تھی۔

جناب سپیکر: آپ میری بات سنیں۔ جس دن تحریک التوائے کار پڑھی جائے اس دن کو شمار کیا جاتا ہے کیونکہ نوٹس اس کے بعد جاتا ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ پورے پنجاب کے اندر لوگوں کی زندگی اجیرن ہو چکی ہے، لوڈ شیڈنگ کی وجہ سے دوبارہ جگہ جگہ مظاہرے ہو رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ قائد ایوان میاں محمد شہباز شریف پچھلے دور میں خود agitation کو lead کرتے رہے ہیں۔ آج وہ لوگ جن کو توقع تھی کہ نئی حکومت آئے گی اور ہمیں کچھ relief ملے گا مگر اب پہلے سے زیادہ اذیت ناک صورتحال سے دوچار ہیں۔ حکومت کو فوری طور پر relief دینا چاہئے، ہم تو یہاں ٹھنڈے ایوان میں بیٹھے ہیں آپ ذرا باہر نکل کر دیکھیں کہ بلکتے بچوں کا کیا حال ہے، مریضوں کا کیا حال

ہے، بوڑھوں کا کیا حال ہے؟ for God sake اور پھر لوگ اگر جذباتی ہو کر باہر نکلتے ہیں احتجاج کرتے ہیں تو احتجاج کا حق تو ان سے نہ چھینا جائے۔ ان پر وحشیانہ تشدد کر کے اور جس طرح میڈیا پر پوری قوم نے دیکھا کہ گھروں میں گھس کر خواتین کو مارا پیٹا گیا یہ شرمناک بات تھی۔ میرا خیال ہے کہ وزیر موصوف کو کوئی clear cut جواب دینا چاہئے کہ یہ سارا واقعہ کیوں ہوا؟ آیا ان پولیس افسران کے خلاف کوئی کارروائی کی گئی یا نہیں؟

**وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور اور صحت (جناب خلیل طاہر سندھو):** جناب سپیکر! جس طرح اپوزیشن لیڈر صاحب نے سکتے انداز میں یہ بات کی ہے میرے خیال میں یہ پہلے بھی اس ایوان کے ممبر رہے ہیں۔ انہوں نے اسے کافی جذباتی بنایا میں اس بات سے اتفاق کرتا ہوں کہ پورے پاکستان میں ایک مسئلہ ہے۔۔۔

**جناب سپیکر:** ان کا مقصد ہے کہ پُرامن احتجاج۔

**وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور اور صحت (جناب خلیل طاہر سندھو):** جناب سپیکر! جس طرح وہ serious بات کر رہے تھے اس پر ممبران کو clapping نہیں بلکہ اس پر انہیں خاموش رہنا چاہئے تھا چونکہ یہ کوئی بہت بڑی بات نہیں ہے۔ ابھی پرسوں پشاور میں مسجد میں بم دھماکہ ہوا، وہاں پر نمازی بھی محفوظ نہیں ہیں۔ ایک طرف یہ کہہ رہے ہیں کہ ان کے خلاف کارروائی کریں اور دوسری طرف ان کی favour کر رہے ہیں۔ میں محترم قائد حزب اختلاف کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ بڑے اچھے مقرر ہیں، میں ان کو جانتا ہوں۔۔۔

**جناب سپیکر:** مقرر کی بات نہیں ہے۔ آپ معاملے کو controversial نہ بنائیں۔ آپ کی مہربانی

**وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور اور صحت (جناب خلیل طاہر سندھو):** bone of contention نہیں۔

**میاں محمد اسلم اقبال:** یہ issue نہیں۔

**وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور اور صحت (جناب خلیل طاہر سندھو):** یہ کوئی طریق کار نہیں۔ میں کہہ رہا ہوں کہ مکمل طور پر ان کے خلاف کارروائی کی گئی ہے، پرچہ بھی دیا گیا ہے لیکن آپ نے جب تک اسے pending فرمایا ہے اس دن پورے ایوان کو مفصل اور مکمل جواب دیا جائے گا اور اس میں جو لوگ بھی شامل ہیں ان کے خلاف سخت کارروائی کی جائے گی۔

جناب سپیکر: بس اتنی بات ہے۔اس میں لمبی بحث میں نہ جائیں۔ شکریہ۔ تحریک التوائے کار نمبر 13/50 محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ کی ہے۔ محترمہ! کیا یہ same issue ہے؟

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جی۔

جناب سپیکر: اسے بھی pending کرتے ہیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جی ٹھیک ہے لیکن ابھی پڑھنے کی ضرورت تو نہیں ہے؟

جناب سپیکر: نہیں، کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 13/52 بھی محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ کی ہے۔

## جڑانوالہ کے نواحی گاؤں 53 گ ب ڈھیسیاں میں دکاندار کے ہاتھوں آٹھ سالہ طالب علم کی ہلاکت

محترمہ ثمینہ خاور حیات: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ "روزنامہ اوصاف مورخہ 11۔جون 2013 میں ایک خبر شائع ہوئی تھی کہ درندگی کی انتہا ضلع فیصل آباد میں دکاندار نے برف کا ٹکڑا اٹھانے پر سوا سر پر مار کر آٹھ سالہ بچے کو قتل کر دیا۔" تفصیل کچھ یوں ہے کہ جڑانوالہ کے نواحی گاؤں 53 گ ب ڈھیسیاں میں برف فروش نے برف کا ٹکڑا اٹھانے پر تیسری جماعت کے طالب علم آٹھ سالہ بچے ثاقب کو سر پر سوا مار کر موت کے گھاٹ اتار دیا۔ ذرائع کے مطابق ثاقب کے والدین نے اسے دس روپے کی برف لانے کے لئے برف فروش شہباز عرف کالے کی دکان پر بھیجا۔ جہاں بچے نے برف کا چھوٹا سا ٹکڑا اٹھایا تو دکاندار نے گالی دینا شروع کر دی۔ گالی سے منع کرنے پر ظالم نے طیش میں آکر اسے سوا مار دیا جس پر بچے کو ہسپتال پہنچایا گیا وہاں بچہ زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے جاں بحق ہو گیا۔ ملزم موقع سے فرار ہو گیا اس واقعہ پر اہل علاقہ نے شدید احتجاج کیا اور ملزم کو پکڑنے کا مطالبہ کیا۔ ملزم ابھی تک مفرور ہے اس کے خلاف کوئی کارروائی عمل میں نہیں لائی گئی۔ متذکرہ واقعہ سے جڑانوالہ کی عوام میں سخت غم و غصہ پایا جاتا ہے۔ یہ واقعہ اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور اور صحت (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! جہاں تک ان کی یہ بات کہ کارروائی عمل میں نہیں لائی گئی اس سلسلے میں عرض ہے کہ ملزم کے خلاف 302 کا مقدمہ درج رجسٹرڈ ہوا ہے۔ یہ تحریک التوائے کار آج پڑھی گئی ہے میری استدعا ہے کہ آپ اسے pending فرما دیں اس کا باقی جو تفصیلاً جواب ہے میں وہ ایوان میں دے دوں گا۔

جناب سپیکر: یہ تحریک التوائے کار Saturday تک pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کی ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! محترمہ نے جو تحریک التوائے کار پیش کی ہے ذرائع اور ٹی وی کی فوٹیج کے مطابق اس میں ملزم اسی دن پکڑا گیا تھا اس کے خلاف پرچہ بھی درج ہو چکا ہے۔ منسٹر صاحب کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ تھوڑا سا اپنے آپ کو update کر کے اسمبلی میں بیٹھا کریں۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: آپ نے سنا نہیں، انہوں نے یہ پہلے فرمایا ہے کہ اس کے خلاف پرچہ درج ہو چکا ہے، ملزم بھی پکڑا گیا ہے لیکن وہ کہتے ہیں کہ اس کی پوری تفصیل بعد میں دیں گے۔ جی، چودھری صاحب! آپ کی تحریک التوائے کار نمبر 61 ہے اسے پیش کریں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! اس سے پہلے تحریک التوائے کار نمبر 56 میری اور سردار وقاص حسن مؤکل صاحب کی ہے۔

جناب سپیکر: یہ تو pending ہو گئی ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! اس کا نمبر تو اب آ رہا ہے۔

جناب سپیکر: جی، آپ تحریک التوائے کار نمبر 56 پڑھیں اس کے بعد تحریک التوائے کار نمبر 61 ہے۔

## منڈی بہاؤالدین بھیر وال کی 16 سالہ لڑکی کا اغواء اور پولیس کی تحویل میں چوکی انچارج کا ساتھی سمیت زیادتی کا نشانہ بنانا

چودھری عامر سلطان چیمہ: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "اوصاف" مورخہ 12۔جون 2013 کے مطابق منڈی بہاؤالدین بھیر وال کی رہائشی 16 سالہ مریم کو کار سواروں نے اغواء کیا اور اس کی چیخ و پکار سن کر ٹاہلی اڈا پولیس چوکی پر بازیاب کرایا گیا۔ متاثرہ

لڑکی نے بتایا کہ چوکی انچارج اے ایس آئی اعجاز ساتھی آصف کے ساتھ مل کر زیادتی کا نشانہ بناتے رہے اور اس دوران اپنی تحویل میں رکھا۔ اغواء کاروں کو گرفتار کرنے اور اسے گھر بھیجنے کے لئے اس کے بھائیوں سے بھاری رشوت وصول کی۔ اس واقعہ سے پورے علاقے میں خوف وہراس پیدا ہو گیا اور لوگوں نے احتجاج کیا۔ اعلیٰ حکام پولیس کی اس زیادتی کا نوٹس لے کر مجرموں کو سخت سے سخت سزا دلوائیں اور اغواء کاروں کی گرفتاری کو بھی جلد ممکن بنائیں لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور اور صحت (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! یہ تحریک التوائے کار ابھی آج ہی پڑھی گئی ہے، آپ اسے دو یا تین دن تک کے لئے pending کر لیں میں اس کا تفصیلی جواب دے دوں گا۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے Pending till Saturday

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! کل آپ نے مہربانی فرمائی تھی۔

جناب سپیکر: جی، میں نے آپ سے وعدہ ضرور کیا تھا اس میں کوئی شک کی بات نہیں ہے۔آپ کی تحریک التوائے کار آ بھی چکی ہے لیکن میں ایوان سے گزارش کروں گا کہ قاعدے کے مطابق تو turn کے بغیر لانا ٹھیک نہیں ہے لیکن میں اجازت لیتا ہوں اگر ایوان نے اجازت دے دی تو پھر پیش کر لینا۔ چھانگا مانگا سے متعلقہ ان کا ایک important matter ہے۔حلقہ ان کا بھی ہے اور کچھ تھوڑا سا علاقہ میرا بھی بنتا ہے۔اگر آپ اجازت دیں تو یہ اسے پڑھ لیں۔

معزز ممبران: جی، اجازت ہے۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! آپ کی تحریک التوائے کار نمبر 120 ہے۔چودھری صاحب ان کے بعد میں آپ کو ٹائم دیتا ہوں۔

## ڈی ایف او چھانگا مانگا کا عرصہ دراز سے قائم مزدوروں کی بستی کو بذریعہ بلڈوزر گرانا

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 11۔جون 2013کو ڈویژنل فارسٹ آفیسر DFO چھانگا مانگا نے جنگل میں عرصہ دراز سے مقیم مزدوروں کی بستی جو چھانگا مانگا جنگل میں ہی مزدوری کرتے ہیں کو بلا جواز بذریعہ بلڈوزر گرانا شروع کر دیا۔ ان غریب مزدوروں اور ان کی عورتوں، بچوں کو سامان اٹھانے کا موقع بھی نہ دیا گیا جس کے نتیجہ میں تین بچوں کے بازو ٹوٹ گئے۔ عورتوں کو جانوروں کی طرح پیٹا گیا قرب و جوار سے لوگ بڑی تعداد میں مشتعل ہو گئے اور جب جھگڑے کا امکان بہت بڑھا تو محرک نے اطلاع ملنے پر ڈی سی او قصور اور اے سی چونیاں کو حالات کے بارے میں اطلاع دی جس پر اے سی چونیاں فوری طور پر موقع پر پہنچی اور تمام واقعات اور چشم دید گواہان کو سننے کے بعد ڈی سی او قصور کو ایک تحریری رپورٹ لکھی جس کا کچھ حصہ اس طرح سے ہے

On 11-06-2013, the Divisional Forest Officer, Chhanga Manga started operation for the eviction of illegal occupants. It is pertinent to mention here that the occupants have constructed Pacca houses which was to be removed. So many inhabitants of the area gathered and asked the D.F.O/S.D.F.O that valuable luggage and articles are available in their houses and female/children are present in the houses. They requested that chance be given to them but the request was turned down and operation was started due to which the children present in the houses were injured. The undersigned immediately went the spot and intervened the matter. The general public complained that the D.F.O is giving Rs. 75/- to the daily wages baildars per day but an amount of Rs 300/- per day is being withdrawn from Government Treasury. After negotiation with the protesters and with the help of Mr. Saleem Farzand Bhatti and Malik Pervaiz the protest stopped.

The people has strong reservation and solid complaints against the D.F.O. D.F.O has mishandled the cases. It is requested that an inquiry into the matter may be initiated and complaints of the people be addressed for an amicable solution.

محکمہ جنگلات نے 900 مزدوروں اور 150 عورتوں کے خلاف دو عدد مقدمات درج کرا دیئے ہیں اور ان سب کا جینا مشکل کر دیا گیا ہے۔ معاملہ کی نوعیت سنگین ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر! میری صرف یہ گزارش ہے کہ آپ ایک کمیٹی مقرر کر دیں، میں ثابت کروں گا کہ وہاں کس قدر بڑی کرپشن ہے۔ تین سو روپے ان غریب daily wages بیلداروں کے نام سے حکومتی خزانے سے وصول کئے جاتے ہیں جبکہ ان کو صرف -/75 روپے دیئے جاتے ہیں۔ یہ مسئلہ اسی وجہ سے ہوا ہے۔ آپ یہ مہربانی کر دیں۔

**جناب سپیکر:** آپ تشریف رکھیں اور مجھے وزیر قانون سے جواب لینے دیں۔

**شیخ علاؤالدین:** جناب والا! جواب میں دیر لگ جائے گی اور وہاں پر حالات اچھے نہیں ہیں۔ لوگ اور چھوٹے چھوٹے بچے باہر پڑے ہیں۔

**جناب سپیکر:** جی، منسٹر صاحب!

**وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور اور صحت (جناب خلیل طاہر سندھو):** جناب سپیکر! اس کی پہلے رپورٹ آ لینے دیں اس کے بعد آپ کا جو فیصلہ ہوگا اس پر عمل کیا جائے گا۔

**شیخ علاؤالدین:** جناب والا! منسٹر صاحب کو معاملے کی سنگینی کا علم نہیں ہے۔ یہ میرا اور جناب کا بھی حلقہ ہے۔

**وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور اور صحت (جناب خلیل طاہر سندھو):** جناب سپیکر! حلقے کی بات نہیں ہے بلکہ طریق کار کے مطابق اس کا جواب لینا ضروری ہے۔

**شیخ علاؤالدین:** حلقے کی بات نہیں تو پھر اور کس کی بات ہے، اگر حلقے کی بات نہیں کرنی تو پھر اور ہم یہاں کیا لینے آئے ہیں؟

**MR SPEAKER:** I don't want to be bias.

**شیخ علاؤالدین:** جناب سپیکر! اگر یہاں پر میں نے اپنے حلقے کی بات نہیں کرنی تو پھر میں یہاں کیا لے رہا ہوں؟

**MR SPEAKER:** Let him adopt proper way.

شیخ صاحب! رپورٹ تو آنے دیں۔

**شیخ علاؤالدین:** جناب سپیکر! رپورٹ آنے میں تو بڑے دن لگ جائیں گے یا تو آپ اسے کل پر رکھ لیں۔

**وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):** جناب سپیکر! اس بارے میں محترم شیخ صاحب سے میری پرسوں بھی بات ہوئی تھی۔ میں نے ان سے کہا تھا کہ اگر آپ سمجھتے ہیں کہ یہ معاملہ بہت زیادہ سنگین ہے تو آپ اس کو ایوان میں اُٹھائیں میں اس کو take up کرنے کے لئے تیار ہوں۔ یہ ان کا اور آپ کا بھی حلقہ ہے۔ انہوں نے پرسوں بھی کوشش کی اور آپ نے ان کی کوشش ناکام بنادی۔ اس کے بعد پھر انہوں نے کل کوشش کی اور کل بھی ان کی کوشش کامیاب نہیں ہو سکی۔ اب شیخ صاحب ہمارے اوپر اتنا نہ برسیں۔ یہ تحریک آج take up ہو گئی ہے۔ میں آج ہی اس کی رپورٹ منگوا لیتا ہوں اور انشاء اللہ کل اس کا جواب آ جائے گا بلکہ اس سے متعلقہ جو لوگ ہیں ان کو آپ کے چیمبر میں بُلا کر آپ اور شیخ صاحب کے ساتھ بٹھا دیں گے۔ اس بارے میں پھر آپ جو حل تجویز کریں گے انشاء اللہ اس کے اوپر عملدرآمد کرایا جائے گا۔

**جناب سپیکر:** جی، بڑی مہربانی۔ تحریک التوائے کار نمبر 61، چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کی طرف سے ہے۔

**چودھری عامر سلطان چیمہ:** جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 12۔جون 2013 کی خبر کے مطابق۔۔۔

**جناب سپیکر:** محترم! اس طرح کی identical تحریک التوائے کار پہلے پیش ہو چکی ہے اس لئے اس تحریک کو بھی اُسی کے ساتھ joint کر دیتے ہیں۔

**وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور اور صحت (جناب خلیل طاہر سندھو):** جناب سپیکر! یہ پہلی والی تحریک التوائے کار جیسی ہی ہے۔

جناب سپیکر: چلیں، اس تحریک التوائے کار کو اُس کے ساتھ jointکر دیتے ہیں اور اس کو pending کیا جاتا ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! مجھے یہ تحریک پڑھ تو لینے دیتے۔

جناب سپیکر: پہلے اسی طرح کی ایک تحریک التوائے کار پڑھی جا چکی ہے اور آپ نے بھی بتا دیا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار محترمہ فائزہ احمد ملک صاحبہ کی ہے۔ کیا وہ تشریف رکھتی ہیں؟

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! اس کو pending فرما دیں۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ میرے پاس ان کی کوئی request نہیں آئی۔ اس کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 64 خواجہ محمد اسلام کی طرف سے ہے۔ یہ تحریک بھی فیصل آباد کے واقعہ سے متعلق ہے لہذا اس کو بھی اُس پہلی تحریک کے ساتھ link کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار احسن ریاض فتیانہ صاحب کی ہے۔ کیا وہ تشریف فرما ہیں؟۔۔۔وہ تشریف نہیں رکھتے اس لئے اسے dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 80 میاں محمد اسلم اقبال صاحب کی ہے۔

## فیروزپور روڈ پر مسلم ٹاؤن وحدت روڈ فلائی اوور کے غلط نقشے اور ڈیزائن کی وجہ سے موڑ کاٹتے ہوئے متعدد افراد ہلاک

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 11۔ جون 2013 کو 35 سالہ نوجوان جس کا نام شیخ محمد رمضان ولد شیخ فضل حسین کچا راواں روڈ رحمان پورہ کا رہنے والا تھا، اپنے بیٹے کے ساتھ موٹر سائیکل پر فیروزپور روڈ بذریعہ فلائی اوور مسلم ٹاؤن موڑ، وحدت روڈ جا رہا تھا کہ فلائی اوور پر انتہائی خطرناک موڑ کاٹتے ہوئے فلائی اوور کے اوپر سے نیچے گرا اور موقع پر دم توڑ گیا۔ اس فلائی اوور پر یہ پہلا واقعہ نہیں ہے بلکہ اس سے پہلے متعدد بار ایسے واقعات رونما ہو چکے ہیں اور تقریباً پندرہ سے بیس لوگ اپنی قیمتی جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھے ہیں۔ مذکورہ فلائی اوور کے غلط نقشہ اور ڈیزائن پر عوام سخت غم و غصہ کا اظہار کر رہے ہیں اور اعلیٰ حکام سے گزارش کرتے ہیں کہ مذکورہ فلائی اوور کا ڈیزائن فی الفور تبدیل کیا جائے تاکہ مستقبل میں قیمتی جانوں کے ضیاع کا اندیشہ نہ ہو اور جو قیمتی جانیں ضائع ہوئی ہیں ان کے ورثاء کو مالی امداد بھی دی جائے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

وزیر انسانی حقوق واقلیتی اموراور صحت (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! اس تحریک کو بھی next week تک کے لئے pending فرمادیں تاکہ اس کا تفصیلی جواب منگوایا جاسکے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے اس کو Saturday تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں اس حوالے سے ایک بات کرنے کی اجازت چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: اس پر بحث تو نہیں ہو سکتی۔

میاں محمد اسلم اقبال: بحث نہیں بلکہ دو لفظ کہنے کی اجازت چاہوں گا۔

جناب سپیکر: جی، کہہ لیں۔ پنجابی میں کہتے ہیں کہ "سُر دے وگیا جے"

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! آپ اس تحریک کو بے شک ایک ہفتے تک pending کر لیں مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن گزارش یہ ہے کہ یہ بہت ہی خطرناک فلائی اوور ہے۔ اگر یہاں پر مواصلات و تعمیرات کے وزیر صاحب تشریف فرما ہیں تو وہ اس کا کوئی بہتر حل نکالنے کی کوشش کریں۔ اس فلائی اوور سے روزانہ کوئی نہ کوئی آدمی گرتا ہے۔ اسی فلائی اوور سے ایک پوری کی پوری گاڑی نیچے آگری تھی۔

جناب سپیکر: آپ نے نشاندہی کر دی ہے اس کا بہت شکریہ۔ اب وزیر صاحب اس کی مفصل رپورٹ لیں گے اور پھر آپ کو بتائیں گے۔ اس کے بعد اگر یہ تحریک بحث کے لئے admit ہو گئی تو اچھی بات ہے اس پر ایوان میں بحث بھی ہو جائے گی۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! اس فلائی اوور پر کوئی تحفظ کا بندوبست ہی کر دیں تاکہ وہاں پر قیمتی جانیں تو ضائع نہ ہوں۔

جناب سپیکر: بالکل اگر ایسی صورتحال ہے تو اس کا بندوبست ضرور کیا جانا چاہئے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 90/13 ہے۔ یہ جناب اعجاز خان، جناب اعجاز حسین بخاری اور ڈاکٹر صلاح الدین خان کی طرف سے پیش کی گئی ہے۔ کیا ان میں سے کوئی صاحب ایوان میں موجود ہیں؟۔۔۔ نہیں ہیں اس لئے اس تحریک کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 98/13 محترمہ راحیلہ انور صاحبہ اور محترمہ نوشین حامد صاحبہ کی طرف سے ہے۔ یہ تحریک بھی فیصل آباد واقعہ سے متعلق ہے لہذا اس کو بھی اسی کے ساتھ attach کیا جاتا ہے۔ تحاریک التوائے کار مکمل ہوئیں اور اب وقت بھی ختم ہو گیا ہے۔ میں

وزیر قانون سے مشورہ کرنے کے بعد تھوڑی سی ترمیم کرنا چاہوں گا۔ ہم نے 12 بجے تک گلوٹین applyکرنے کا وقت رکھا ہے لیکن میں چاہتا ہوں کہ اس کو تھوڑا سا بڑھا لیا جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! سیکرٹری اسمبلی یہ بات میرے نوٹس میں لائے تھے کہ آپ اس کے اوپر بات کرنا چاہتے ہیں تو میں نے قائد حزب اختلاف سے request کرتے ہوئے بات کی ہے اور وہ اس بات پر رضامند ہیں۔ چونکہ اجلاس تقریباً ایک گھنٹہ لیٹ شروع ہوا ہے اس لئے جو آپ نے 12 بجے گلوٹین apply کرنی ہے وہ ایک بجے کر دی جائے۔ اس وقت Health کی cut motion چل رہی ہے، اگر وہ complete ہو جائے گی تو اُس کے بعد miscellaneous departments کی cut motions کو لے لیا جائے اور اگر Health کے اوپر ہی بات ہوئی تو آپ ایک بجے تک cut motions کا time extend فرمادیں۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔

## پوائنٹ آف آرڈر

محترمہ صبا صادق (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ صبا صادق صاحبہ!

## صوبہ میں خواتین کے ساتھ ہونے والی زیادتیوں کے ازالہ اور ان کی فلاح و بہبود کے لئے معزز خواتین ممبران پر مشتمل کمیٹی قائم کرنے کا مطالبہ

محترمہ صبا صادق (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! شکریہ۔ میں آپ کی اور اس معزز ایوان کی توجہ ایک important issue کی طرف دلانا چاہ رہی ہوں۔ کل میڈیا پر چار پانچ ایسے واقعات میری نظر سے گزرے جن سے مجھے احساس ہوا کہ ان کی طرف ہمیں ضرور توجہ دینی چاہئے اور اس ایوان کے معزز ممبران کو بھی اس میں role دینا چاہئے۔ ہمارے ڈپٹی سپیکر صاحب کا تعلق راجن پور سے ہے اور اُن اضلاع سے ہمارے باقی معزز ممبران بھی یہاں پر تشریف فرما ہیں جہاں کل ایسے واقعات ہوئے جن کی وجہ سے ہمیں کافی سوچ بچار اور عملی اقدامات کی ضرورت ہے۔ کل راجن پور میں ایک بچی کے ساتھ زیادتی کی گئی، سرگودھا میں ایک عورت کو اُس کے خاوند نے اس وجہ سے مار دیا کہ اُس کے گھر بیٹی کی پیدائش ہوئی تھی، غالباً ملتان میں سسرال والوں نے ایک عورت کے اوپر تیزاب پھینک کر اُس کو جھلسا

دیا،پتا نہیں اُس بے چاری کی کیا حالت ہے اور اسی طرح سے ایک اور عورت کے اوپر ظلم ہوا۔ ہم یہاں پر بہت ساری نمائندہ خواتین اس ایوان میں موجود ہیں۔ میں آپ سے اور وزیر قانون سے بھی باادب گزارش کروں گی کہ اُن خواتین کی فلاح و بہبود کے لئے،اُن کے معاشی استحکام کے لئے اور اُن کی دادرسی کے لئے کیا یہ نہیں ہو سکتا کہ اس ایوان میں کوئی ایسی کمیٹی تشکیل دے دی جائے جو ایسے واقعات کو دیکھے، اُن کی قانونی امداد کرائے، ہمارے وزیر قانون اُس کمیٹی کو head کریں، ہمارے منسٹر صاحبان اُس کمیٹی کی میٹنگوں میں شرکت کریں اور نمائندہ خواتین ایسے واقعات کی روک تھام،اُن کی میڈیکل ایڈ،اُن کی لیگل ایڈ کے لئے اپنا کردار ادا کریں۔ میری دوسری درخواست یہ ہو گی کہ جب خواتین کو کوئی important role دیا جائے گا تو جس طرح سے خواتین کے معاملات میڈیا میں آتے ہیں کہ اِدھر سے ایک بات ہوئی تو دو جواب اُدھر سے آئے، دو جواب اُدھر سے آئے تو چار جواب اِدھر سے آئے۔ ہمارے معاشرے میں جو معاملات ہیں اب پاکستان اُن کا متحمل نہیں ہے تو میں آپ سے درخواست کروں گی کہ ماشاء اللہ سب خواتین پڑھی لکھی ہیں، کوئی ڈاکٹر ہے، کوئی وکیل ہے، کوئی سائیکاٹرسٹ ہے تو اسی طرح سے ہر خاتون ماشاء اللہ کام کرنا جانتی ہے۔ خدارا ان کو کوئی role دیجئے،ان کو empower کیجئے، ان کو معاشرے میں بھیجئے، ان کو خواتین کی دادرسی اور اُن کے آنسو پونچھنے کے لئے کوئی کردار دیجئے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: بڑی مہربانی، بہت شکریہ۔ محترمہ! آپ کا یہ پوائنٹ آف آرڈر تو نہیں بنتا تھا لیکن آپ نے بنا لیا۔ جی، وزیر قانون صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس سے پہلے کہ محترمہ کی بات کا جواب دوں۔ رانا محمد افضل خان صاحب ہمارے اس ایوان کا حصہ رہے ہیں اور انہوں نے اس ایوان میں بڑی گراں قدر خدمات انجام دیں اور اُس کے بعد وہ اس الیکشن میں فیصل آباد سے ایم این اے منتخب ہوئے وہ آج گیلری میں موجود ہیں تو میں آپ کی وساطت سے اُنہیں خوش آمدید کہنا چاہوں گا۔

جناب سپیکر: جی، ہم اُنہیں welcome کرتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترمہ نے جو بات کی ہے اس میں جہاں تک نمائندہ خواتین کو role ادا کرنے کا تعلق ہے تو اس وقت پنجاب کی کیبنٹ جو کہ ابھی مکمل نہیں ہے اس میں 21 ممبران ہیں جبکہ آئینی طور پر 39 لوگ کیبنٹ کا حصہ ہو سکتے ہیں تو محترم وزیر اعلیٰ پنجاب نے اس کیبنٹ میں دو خواتین کو accommodate کیا ہے، اُن کو role دیا ہے اور آپ کے علم میں ہے کہ پچھلے

tenure میں وومن ڈویلپمنٹ کے لئے ایک علیحدہ منسٹری قائم کی گئی۔اس کے علاوہ خواتین کے عالمی دن کے موقع پر ہم نے خواتین کو empowerment کرنے کے لئے ایک package کے طور پر amendments کی ہیں اُس میں محترمہ ذکیہ شاہنواز اور پچھلے دور میں ہمارے اس ایوان میں جو خواتین ممبران تھیں انہوں نے بھی اس میں اپنا بھرپور کردار ادا کیا تو گزارش یہ ہے کہ خواتین کو role and space دی جارہی ہے۔اب میری بہنوں کا یہ کام ہے کہ وہ آگے بڑھ کر اُس space کو fill کریں اور اپنے کردار کو زیادہ سے زیادہ مؤثر بنائیں۔میں اسی بات سے یہ بھی عرض کرنا چاہوں گا کہ آپ نے پچھلے دنوں میں دیکھا ہوگا کہ سندھ اسمبلی میں ایک واقعہ ہوا اور اُس واقعہ کو میڈیا نے بہت زیادہ highlight کیا،اُس کے دوسرے دن پنجاب میں ایک واقعہ ہوا اُس کو بھی میڈیا نے کافی highlight کیا اور اُس واقعہ کے highlight کرنے میں ایک تھوڑے سے negative پہلو کو دکھایا گیا تو میں اس سلسلہ میں عرض کروں گا کہ میڈیا جہاں ہمارے اوپر تنقید کرتا ہے اور ہمیں promote کرتا ہے وہاں پر میڈیا اصلاح کا کام بھی کرتا ہے۔ہم یہ تو کہہ سکتے ہیں کہ میڈیا نے اُس واقعہ کو out of proportion دکھایا لیکن ہم یہ نہیں کہہ سکتے ہیں کہ جی بات ہوئی کوئی نہیں اور میڈیا نے خود اپنے سے بنا کر یہ کر دیا اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ ہماری معزز بہنیں اس پہلو کا بھی خیال کریں اور کوئی ایسا موقع انہیں نہیں دینا چاہئے کہ جس کو میڈیا اس انداز سے highlight کرے کہ یہاں پر ہماری بہنیں جو مثبت کردار ادا کرتی ہیں اُس مثبت کردار کے اوپر اُس negativity کو بڑھانے کا موقع ملے۔بہت شکریہ

## سرکاری کارروائی

### بجٹ

### سالانہ بجٹ برائے سال 14-2013 کے مطالبات زر پر عام بحث اور رائے شماری

(---جاری)

جناب سپیکر:اب ہم گوشوارہ سالانہ بجٹ بابت 14-2013 کے مطالباتِ زر پر کارروائی دوبارہ شروع کرتے ہیں۔کل کے اجلاس میں مطالبہ زر PC-21013 اور PC-21015 پیش کردہ کٹوتی کی تحریک پر ووٹنگ ہو چکی ہے اور مطالبہ زر PC-21016 پر پیش کردہ کٹوتی کی تحریک پر تقاریر ہو رہی تھیں کہ اجلاس کا وقت ختم ہو گیا۔باقی محرک جو تقاریر کرنا چاہتے ہیں وہ اپنی تقاریر کر لیں۔کل اعلان کیا گیا تھا کہ کٹ موشن کے ذریعے مطالباتِ زر پر کارروائی آج دوپہر 12 بجے تک تھی ہم نے اس کو 12 بجے کی بجائے

ایک بجے تک کر دیا ہے اور میں یہ آپ کی اطلاع کے لئے عرض کر رہا ہوں۔ باقی ماندہ مطالباتِ زر پر کارروائی قواعد انضباطِ کار صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1997 کے قاعدہ (4)144 کے تحت گلوٹین کے اطلاق کے ذریعے براہِ راست سوال کے ذریعے ہو گی۔ اب ہم کارروائی کا آغاز کرتے ہیں۔ جی، چودھری صاحب!

## مطالبہ زر نمبرPC-21016

(---جاری)

*چودھری عامر سلطان چیمہ:* جناب سپیکر! میں کل اپنی تقریر wind up کر رہا تھا تو آپ نے اجلاس موخر کر دیا۔ میں اُس میں محکمہ صحت کے حوالہ سے گزارش کر رہا تھا کہ اس کی کٹوتی کی تحریک اس لئے دی گئی ہے کہ اس میں development and non-development میں بھی بڑا فرق ہے اور خاص طور پر ہمیں ریسرچ کے اوپر توجہ دینی چاہئے تھی اور ریسرچ کے حوالہ سے ڈویژن کی سطح پر انسٹیٹیوٹس بنانے چاہئیں تھے کیونکہ ہمارے پیرامیڈیکل سٹاف کی ٹریننگ کا بھی کوئی انتظام نہیں کیا جاتا۔ میں یہاں پر ایک چیز ضرور کہوں گا کہ انہوں نے کچھ بہتری کی ہے وہ یہ ہے کہ انہوں نے لیڈی ہیلتھ ورکرز کو زچہ بچہ کے معاملات کے لئے permanent کیا اور اُن کو بہتر کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس بجٹ میں اس چیز کا ذکر ضرور ہے لیکن اللہ کرے کہ یہ پچھلے پانچ سالوں کی طرح الفاظ کا گورکھ دھندہ نہ ہو بلکہ اس کو عملی جامہ پہنایا جا سکے۔ میری گزارش ہو گی کہ Basic Health Units, grass- root level and rural areas تک زچہ بچہ کے معاملات پر خاصی توجہ دینے کی ضرورت ہے اور صرف لیڈی ہیلتھ ورکرز کو ٹریننگ دینے کے ساتھ ساتھ دوسرے پیرامیڈیکل سٹاف کو بھی ٹریننگ دے کر ان Basic Health Units میں اُن کی حاضری کو یقینی بنایا جائے تو یقیناً بہتری اور انقلاب آ سکتا ہے۔ خدارا حکومت کو صحت کے حوالہ سے بہتر ترجیحات دینی چاہئیں اور انہوں نے یہ بجٹ کم دیا ہے اس وجہ سے میں نے کہا کہ اس سے بہتر ہے کہ اس کی کٹوتی ایک روپیہ کر دی جائے۔ بہت شکریہ

*جناب سپیکر:* جی، میاں محمد اسلم اقبال صاحب!

*میاں محمد اسلم اقبال:* جناب سپیکر! کسی بھی جمہوری ملک کے اندر جب الیکشن ہوتے ہیں اور اس کے بعد عوام کی نمائندہ حکومت بنتی ہے تو وہ حکومت بجٹ عوام کے حالات وواقعات کو مدنظر رکھتے ہوئے بناتی ہے اور اسمبلی میں پیش کرتی ہے تو وہ حکومت اس چیز کو ذہن میں رکھتی ہے کہ عوام کی مشکلات کو کس طرح

کم از کم کرنا ہے۔ بجٹ بناتے وقت کئی چیزیں حکومت کے ذہن میں ہوتی ہیں، ان کی ترجیحات کیا ہیں اور کس طرح سے عوام کے مسائل کو کم کرنا ہے، انہوں نے الیکشن کے دوران جو وعدے عوام سے کئے ہوتے ہیں یا الیکشن میں جانے سے پہلے on the floor of the House باتیں کی ہوتی ہیں وہ ان کو مد نظر رکھتے ہوئے کوئی ایک رقم کسی بھی ادارے کے لئے رکھتے ہیں تاکہ عوام اس کے ثمرات سے مستفید ہو سکے۔

جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ دنیا کے ممالک جہاں پر جمہوریت ہے۔ وہاں حکومت اپنا نظام چلانے کے لئے کوشش کرتی ہے کہ اس طرح کی پالیسیاں لائی جائیں کہ جس سے عوام کو فائدہ پہنچے۔ آج کے دور کے اندر اگر ہم دیکھیں تو کوئی بھی بجٹ بناتے وقت ہمیں Three Es پر نظر ڈالنی پڑتی ہے نمبر1 Economy نمبر2 Efficiency اور نمبر3 Effectiveness ہے۔ آپ نے جو پیسے کسی بجٹ میں رکھے ہیں، آپ کی economy کے لحاظ سے کدھر سے آنے ہیں، ان کو استعمال کس طرح سے کرنا ہے اور کتنے عرصہ میں کرنا ہے؟ اگر میں موجودہ حکومت کی پچھلے دور کی کارکردگی پر نظر دوڑاؤں تو یہ بات تو عوام کو کہہ دی جاتی ہے کہ ہم آپ کے لئے اتنا زیادہ بجٹ رکھ رہے ہیں لیکن end of the day جب دیکھا جاتا ہے کہ اس بجٹ کا استعمال کتنا ہوا اور کس جگہ پر ہوا؟ 12-2011 کے بجٹ پر اگر ہم نظر دوڑائیں تو اس کا کل والیم 250 بلین ہے، allocation ہو گئی، مختلف محکموں کو پیسا چلا گیا، وہاں اس کی utilization ہونی تھی تاکہ عوام کو پتا چلے کہ ان کی نمائندہ حکومت نے ان کے لئے کیا کیا ہے لیکن بدقسمتی سے 250 بلین میں سے 137 بلین خرچ ہوا، پورے سال کے دوران 55 فیصد کل بجٹ کی utilization رہی۔ جب بجٹ آتا ہے تو عوام اخبارات اور ٹی وی میں دیکھتے ہیں کہ ان کی نمائندہ حکومت آ گئی ہے اس نے اب ہمارے مسائل کا حل نکالنا ہے، عوام کو دکھانے کے لئے پیسے رکھ دیئے گئے چاہے وہ جنوبی پنجاب، شمالی پنجاب، اپر پنجاب یا پوٹھوہار کے لئے رکھے گئے لیکن آخر میں یہ پتا چلتا ہے کہ جو پیسے رکھے گئے ہیں ان میں سے بھی وہ رقم اپنی inefficiency کی بنیاد پر استعمال نہیں کر سکے۔ اصل میں ہوتا تو یوں ہے کہ جب بجٹ پیش کیا جاتا ہے، کسی محکمے کو رقم کی allocation کی جاتی ہے تو صوبے کا سربراہ تین یا چار مہینے کے بعد ہر محکمے سے اس کی کارکردگی کے بارے میں پوچھتا ہے کہ آپ کو اتنا بجٹ دیا گیا ہے آپ کی utilization اور جو حکومت کی ترجیحات ہیں اس ادارے نے کس طرح سے اس کو take up کیا اور کس طرح سے اسے لے کر چلا ہے، اس کے کتنے معاملات حل ہو گئے ہیں، کتنے ہو رہے ہیں اور باقی کتنے عرصے میں ہو جائیں گے؟ یہ کتنی بدقسمتی کی بات ہے کہ اگر صوبے کے پاس پیسا ہے تو اس

کے باوجود عوام کے مسائل دن بدن بڑھتے جا رہے ہیں، کم نہیں ہو رہے۔ یہ دنیا میں واحد ملک ہے کہ دوسرے ممالک ترقی کی طرف جا رہے ہیں اور ہم نیچے کی طرف جا رہے ہیں۔ ہر ادارہ، کوئی ادارہ بھی لے لیا جائے چاہے وہ وفاقی ہے یا صوبائی ہے، بجائے اس کے کہ اس میں بہتری آئے بجائے اس کے کہ عوام کی فلاح، ترقی اور بہتری کے لئے کام کیا جائے لیکن یہاں ادارے دن بدن کرپشن کی نذر ہو کر حکومت کی نااہلی کی وجہ سے نیچے جا رہے ہیں۔

جناب سپیکر! پچھلے دنوں ایک بڑی اچھی خبر آئی کہ وزیر اعظم پاکستان نے نندی پور پراجیکٹ کا دورہ کیا اور اس دورے کے دوران۔۔۔

**جناب سپیکر:** Sorry for interruption آپ PC21016 کو دیکھیں یہ کس بارے میں ہے۔ Let us come to Health

**میاں محمد اسلم اقبال:** جناب سپیکر! میں اسی کے پیرائے میں بات کرنا چاہتا ہوں۔ میں ہیلتھ پر ہی بات کر رہا ہوں۔ اس کے علاوہ بات نہیں ہو گی۔ میری گزارش یہ ہے کہ وزیر اعظم صاحب نے ادھر visit کیا، اس کے بعد انہوں نے واپڈا کے حکام کی اچھی خاصی کلاس لی کہ یہ پراجیکٹ بہت پہلے مکمل ہو جانا چاہئے تھا۔ اگر فرض کریں یہ پراجیکٹ 10۔ارب روپے کا تھا تو یہ ایک کھرب پر پہنچ گیا ہے، کوئی اس طرح کی بات ہوئی تھی۔ یہ بالکل ٹھیک ہے، ہم اس کو support کرتے ہیں کہ انہوں نے بڑا اچھا احسن قدم اٹھایا اور متعلقہ ادارے سے پوچھا۔ میں یہاں چھوٹی سی گزارش کروں گا کہ ہمارے صوبہ میں جو معاملات ہو رہے ہیں ان کو کون پوچھے گا اور ان کی باز پُرس کون کرے گا؟ اگر پچھلی حکومت نے اس موجودہ حکومت کے پچھلے دور سے پہلی حکومت نے پنجاب کے اندر کئی پراجیکٹ عوام کی فلاح کے لئے شروع کئے تھے اور وہ آج تک مکمل نہیں ہو سکے تو ان کے بارے میں کون پوچھے گا؟ (نعرہ ہائے تحسین) اگر ان پراجیکٹس کی value دیکھیں تو میں ان پراجیکٹس کی detail آپ کے سامنے ضرور رکھوں گا کہ سرجیکل بلاک میو ہسپتال کی بنیاد رکھی گئی، اپریل 2006 میں تعمیر شروع ہوئی اور 2010 کے اندر اس نے مکمل ہونا تھا۔ وہ پراجیکٹ امیر لوگوں کے لئے نہیں تھا بلکہ ان غریب لوگوں کے لئے تھا جن کی آس اور امید حکومت سے ہوتی ہے جو اس بنیاد پر ہمیں ووٹ دیتے ہیں کہ یہ ہمارے مسائل کا حل اسمبلی میں بیٹھ کر نکالیں گے۔ آج 2013 جا رہا ہے وہ پراجیکٹ مکمل نہیں ہوا، اس پراجیکٹ کے لئے صرف 10 لاکھ روپے رکھے گئے ہیں اور اس کے لئے ایک ارب 40 کروڑ روپیہ چاہئے۔ میں مثال نندی پور پراجیکٹ کی اس وجہ سے دے رہا تھا کہ اگر اس پراجیکٹ کا تخمینہ late ہونے سے بڑھ رہا ہے تو پھر یہ بھی

اسی پیرائے میں آتا ہے کہ یہ وہ پراجیکٹ ہے کہ جس کا تخمینہ پہلے 4۔ارب روپے تھا تو آج 10۔ارب روپے تک پہنچ گیا ہے لیکن اس کے باوجود اس کو مکمل نہیں کیا جا رہا۔

جناب سپیکر! میں دوسرا پراجیکٹ برن سنٹر جناح ہسپتال لاہور کا لوں گا۔ یہ پراجیکٹ دسمبر 2006 میں بیت المال پاکستان کے تعاون سے حکومت پنجاب نے برن سنٹر کے نام سے جناح ہسپتال لاہور میں شروع کیا۔ اس کو بہت جلد مکمل ہونا تھا کیونکہ پورے پنجاب میں پرائیویٹ ہسپتال کے علاوہ کوئی برن سنٹر ایسا نہیں ہے کہ جہاں پر مریضوں کا proper علاج ہو سکے۔ یہ ایک بہت بڑا پراجیکٹ پورے پنجاب کی عوام کے لئے تھا لیکن حکومت کی بے حسی یہ ہے کہ آج بھی یہ پراجیکٹ مکمل نہیں ہوا، عمارت مکمل ہو گئی، سامان آ گیا، ہر چیز آ گئی لیکن اس کی activation نہیں ہو رہی۔ کیا یہ پراجیکٹ اہمیت کا حامل نہیں ہے اگر لاہور میں یا پورے پنجاب میں خدانخواستہ کوئی جلنے کا واقعہ ہو جاتا ہے تو لوگ کدھر جائیں گے؟ ان غریب لوگوں کی تو اتنی استطاعت نہیں ہے کہ وہ پرائیویٹ ہسپتالوں میں علاج کروا سکیں۔ لازمی بات ہے کہ غریب آدمی حکومت کی طرف دیکھے گا اور وہ دیکھتا ہے کہ مجھے یہاں سے کیا relief ملے گا۔ 63 کروڑ روپے کی بلڈنگ اور 27 کروڑ روپے کے آلات رکھے گئے۔ یہ پراجیکٹ دو سال میں مکمل ہونا تھا لیکن نہیں ہو سکا اور اب اس پر ایک ارب 22 کروڑ روپے لاگت آ چکی ہے۔ مجھے بتایا جائے کہ اس کا کون ذمہ دار ہے؟ حکومت کے بجٹ رکھنے کے باوجود 55 فیصد اس فنڈ کی utilization رہی ہے۔ اگر آپ کو فنڈز کی کمی ہے تو پھر بات بنتی ہے کہ ہمارے پاس پیسے نہیں ہیں لیکن اگر کسی دوسری حکومت نے اس کو شروع کیا تھا اور وہاں پر اُن کی تختی لگی ہوئی ہے تو وہ تختی اتار دو لیکن براہِ مہربانی اُس پراجیکٹ کو مکمل کر دو۔ اگر اس پراجیکٹ سے کسی غریب کو relief ملنا تھا تو میری آپ کے توسط سے ہیلتھ منسٹر صاحب سے گزارش ہو گی جو یہاں تشریف رکھتے ہیں کہ اس پراجیکٹ کو شروع کیا جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اگلی بات میں لاہور جنرل ہسپتال کی کروں گا کہ پوسٹ گریجویٹ میڈیکل انسٹیٹیوٹ کا منصوبہ 2007 میں شروع ہوا جس کا نام بعد میں پنجاب انسٹیٹیوٹ آف نیورو سائنسز رکھ دیا گیا لیکن کوئی ایسا issue نہیں ہے، بے شک نام بدل دیں کیونکہ حکومت آتی ہے اپنے نام سے پراجیکٹ رکھتی ہے اور پرانے پراجیکٹ کو اپنے نام سے شروع کر لیتی ہے جس میں کوئی ایسی بات نہیں ہے اور اس پر ہماری کوئی تنقید نہیں ہے لیکن ہمیں دیکھنا یہ ہے کہ اُس پراجیکٹ کو اپنے نام پر رکھنے کے باوجود مکمل نہیں کیا گیا۔ شروع میں اس پراجیکٹ کی لاگت ایک ارب روپیہ تھی جس کے لئے حکومت نے

40کروڑ روپے رکھے اور مالی سال 2013-14 میں تھوڑے سے پیسے مزید رکھ لئے مگر اس پراجیکٹ کو بھی مکمل نہیں کیا جا رہا۔ اگلا پراجیکٹ وزیر آباد انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی کا تھا جس کا افتتاح 2005 میں ہوا۔ اُس وقت کی حکومت نے سوچا کہ لاہور میں پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی ایک ہسپتال ہے جس پر سارے پنجاب کا pressure ہے تو کیوں نہ اس pressure کو روکنے کے لئے مختلف اضلاع کے اندر لوگوں کی خواہشات اور ضروریات کے مطابق منتخب حکومت اُن لوگوں کے لئے کارڈیالوجی ہسپتال کی سہولت دے دے جس کا حکومت نے اعلان کر دیا اور ہسپتال بننا بھی شروع ہو گیا۔ بعد میں اس کی cost ایک ارب 30 کروڑ روپے تھی جس نے 2009 میں مکمل ہونا تھا اور اب سال 2013 جا رہا ہے لیکن وہ ویسے کا ویسا ہی ہے۔ اگلی بات یہ ہے کہ یہ ہسپتال دو سو بستروں پر مشتمل تھا جس کو کم کر کے پچاس بستروں کا کر دیا گیا۔ یہاں نندی پور پراجیکٹ کے لئے تو بات کی جا رہی ہے لیکن پنجاب کی عوام جس نے اس اعتماد کے ساتھ ووٹ دیئے تھے کہ یہ حکومت ہمارے مسائل کا حل نکالے گی لیکن 2005 میں شروع ہونے والا پراجیکٹ 2013 میں بھی complete نہیں ہو رہا۔ بتائیں کہ یہ کس کی negligence ہے اور اس کا ذمہ دار کون ہے؟ اگر انسان کے پاس اختیارات ہیں اور وہ اپنے اختیارات کا استعمال نہیں کرتا تو وہ امانت میں خیانت کرتا ہے جو عوام نے اسے دی۔ کیا حرج تھا کہ وزیر آباد میں وہ کارڈیالوجی ہسپتال بن جاتا جس سے لاہور کے ہسپتال پر pressure کم ہو جاتا اور دُور دراز سے آنے والے لوگوں کا وہاں علاج معالجہ ہو سکتا؟

جناب سپیکر! اس کے علاوہ میں نے forty bedded hospital اپنے علاقہ سمن آباد میں شروع کروایا جس کا نام سروسز ہسپتال سمن آباد رکھا گیا جو ٹیچنگ سروسز ہسپتال کے ساتھ attach تھا۔ وہ چالیس بیڈ پر مشتمل ہسپتال کا پراجیکٹ 2009 میں مکمل ہونا تھا لیکن آج 2013 ہے اور وہ ہسپتال وہیں کا وہیں کھڑا ہے۔ اُس کی بلڈنگ بھی ابھی تک مکمل نہیں ہوئی جس کے لئے صرف 3 کروڑ 99 لاکھ روپے رکھے گئے۔ وہ پراجیکٹ ٹوٹل 27/28 کروڑ روپے میں مکمل ہونا تھا اور 2009 میں مشینری اور بقایا تمام چیزیں مکمل ہو جانی تھیں لیکن آج سال 2013 چل رہا ہے کیا وہ اس لئے نہیں بن رہا کہ اُدھر میری تختی لگی ہوئی ہے؟ اُس تختی کو میں خود اتار دیتا ہوں لیکن اُس کو بنا دیں جو غریب عوام کے لئے ہے۔ وہ ہسپتال اس وجہ سے شروع کیا گیا کیونکہ قریب ہی بند روڈ لگتا ہے اور خدانخواستہ اگر کوئی accidental case ہو جاتا ہے تو وہ قریب اسی ہسپتال میں ہی پہنچ جائیں۔ میرے علاقہ میں ایک متوسط طبقہ ہے جہاں غریب لوگ رہتے ہیں کیا یہ پراجیکٹ اُن کے لئے نہیں تھا اور اس سے اُن کو

relief نہیں ملنا تھا لیکن آج تک وہ پراجیکٹ مکمل نہیں کیا گیا کیونکہ بے حسی اس چیز کی ہے کہ اگر عوام ہم پر اعتماد کرتی ہے تو ہم اُس کی طرف نہیں دیکھتے۔ ہم ووٹ لینے کے بعد ٹھنڈی اسمبلیوں میں آکر بیٹھ جاتے ہیں، اپنے دماغ کو بھی ٹھنڈا کر لیتے ہیں اور اپنے دماغ کو اتنا ٹھنڈا کر لیتے ہیں کہ عوام کی آواز ہمارے کانوں تک نہ پہنچے۔ عوام آج سڑکوں پر دربدر ہو رہی ہے۔ میرا تعلق لاہور سے ہے اس لئے لاہور کے ہر ہسپتال میں مجھے جانے کا اتفاق ہوتا ہے اور اتفاق ہوتا رہا ہے بلکہ میں جاتا بھی ہوں لیکن وہاں پر لوگوں کے حالات دیکھ کر میں سوچتا ہوں کہ شاید روزِ قیامت ہم اللہ تعالیٰ کو اس کا جواب نہ دے سکیں کہ اللہ نے ہمیں جو اختیارات دیئے ہیں اس کے پیش نظر ہم کرنے کیا جا رہے ہیں اور کس طرف چلے گئے ہیں؟ ہم باتیں کیا کرتے ہیں اور اسمبلی میں لینے کیا آتے ہیں؟ ان ہسپتالوں کے اندر ڈھنڈورا پیٹا گیا کہ وہاں پر مفت دوائیاں دی جاتی ہیں بالکل ٹھیک بات ہے لیکن جب وہاں پر خدانخواستہ کوئی accidental case آتا ہے تو وہاں صحت بھی بک رہی ہوتی ہے۔

(اس مرحلہ پر حزب اقتدار کی معزز خواتین ممبران کی طرف سے "جھوٹ، جھوٹ" کی نعرہ بازی)

جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے گزارش کروں گا کہ مجھے interrupt نہ کیا جائے کیونکہ حکومتی بنچوں نے جب تقریر کرنی ہے تو پھر مجھ پر اعتراض نہ ہو کہ میں درمیان میں بولتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

**MR SPEAKER:** Be careful.

**میاں محمد اسلم اقبال:** جناب سپیکر! ہم چاہتے ہیں کہ یہ ایوان اچھے انداز میں چلتا رہے۔ یہ نہیں ہونا چاہئے کہ ہم صرف نعرہ لگانے کے لئے آئے ہیں اور پارٹی کا جھنڈا ہاتھ میں رکھا ہوا ہے بلکہ بات سننی چاہئے۔ میں یہاں اپنے ذاتی مسائل کے لئے بات نہیں کر رہا بلکہ یہ عوام کے مسائل کے حل کے لئے بات ہے۔ میرا ذاتی کوئی مسئلہ نہیں ہے کیونکہ میں نے حکومت کے پاس آنا ہے اور نہ میں نے انہیں اپنے کسی مسئلے کے لئے کہنا ہے۔

**MR SPEAKER:** Order please, order in the House.

**میاں محمد اسلم اقبال:** جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ جب ہسپتالوں میں اس طرح کا کوئی کیس آتا ہے تو غریب آدمی جس کا سڑک پر accident ہوتا ہے تو اُس وقت اس کے ہاتھ میں پرچی تھما دی جاتی ہے کہ جاؤ اور جا کر بازار سے ادویات لے کر آؤ۔ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ آٹھ یا دس ہزار روپے کمانے والا خدانخواستہ کسی بیماری کی زد میں آ جائے تو وہ اس طرح کی ادویات بازار سے لے سکتا ہے؟ حکومت کا فرض ہے کہ وہ اس کو وہاں پر accommodate کرے، اُس کو ساتھ لے کر چلے اور اُس کے جذبات کا خیال

کرے۔ 2007 کے دوران ایک limit تھی کہ خدانخواستہ اگر ایسا کوئی کیس آ جاتا تھا تو تین لاکھ روپے تک ایمرجنسی کے اندر کسی بھی مریض کا علاج مفت ہوتا تھا تاکہ اُس کو بازار سے جا کر دوائی نہ لانی پڑے۔ اب آپ اپنے پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی کا حال سن لیں کہ غلط ادویات کی وجہ سے سینکڑوں بے چارے مریض لقمہ اجل بن گئے جس کے حوالے سے کمیٹی بن گئی، لوگ بھگت گئے، سب کچھ اِدھر اُدھر ہو گیا، دو چار دن میڈیا میں خبریں آئیں، لوگوں کے پیارے لعل قبروں میں چلے گئے اور بات ختم ہو گئی لیکن کچھ نہیں پتا کہ کیا ہوا، انکوائری بیٹھی، فلاں ہوا اور ایک دوسرے کے اوپر ذمہ داریاں ڈال کر اپنی جان چھڑانے کی کوشش کی گئی اور آخر کار جان چھوٹ گئی۔ اب بات یہ ہے کہ آپ کا واحد کارڈیالوجی ہسپتال ہے جو پہلے کا بنا ہوا ہے اس پر مریضوں کا اتنا پریشر ہے کہ میں آپ کو بتا نہیں سکتا۔ آؤٹ ڈور کے اندر آپ کی حکومت سے پہلے مریضوں کی مفت ای سی جی اور خون کے مختلف ٹیسٹ مفت ہوا کرتے تھے۔یہاں پر منسٹر صاحب بھی بیٹھے ہیں تو آپ اس پر رپورٹ منگوا لیں کہ اب وہ ٹیسٹ مفت نہیں ہوتے۔اب آؤٹ ڈور میں آنے والے ایسے مریضوں سے ٹیسٹوں کے پیسے لئے جاتے ہیں۔ وہ غریب غرباء کے لئے ہسپتال بنا تھا۔ پاکستان کے اندر تین طبقات ہیں جن میں ایک غریب بے چارے لوگ جو حکومت کے ساتھ آس لگاتے ہیں، ایک درمیانہ طبقہ ہے جو کچھ اپنی جیب سے کرتا ہے اور کچھ حکومت کی طرف دیکھتا ہے اور تیسرے امیر لوگ ہیں جنہیں سرکاری ہسپتال دیکھنے کی عادت نہیں ہے اور وہ پرائیویٹ ہسپتالوں میں جاتے ہیں۔ پہلی ڈگری والوں کے ساتھ کیا کیا ہے؟ ہم نے تو ان کے لئے مفت ہونے والے ٹیسٹوں پر بھی پیسے لگا دیئے ہیں۔ وہ کہاں جائیں؟ مفت ادویات بند کر دی گئی ہیں۔ یہ کتنا ظلم ہے پنجاب کے عوام کے اوپر اور ہم رونا رو رہے ہیں کہ ہم نے ڈویلپمنٹ کے لئے اتنا بھاری بجٹ رکھا ہے۔ کس چیز کا رونا روتے ہیں؟ پیسوں کا رونا روتے ہیں۔ آپ کے پاس اتنے پیسے ہیں کہ 55 فیصد سے زیادہ تو آپ کی utilization نہیں ہے۔

جناب سپیکر! ہم ذاتی کاروبار کرتے ہیں تو ہمیں پتا ہوتا ہے کہ ایک سال میں اسے مکمل کرنا ہے تو کتنے پیسے لگیں گے اور کیسے کیسے وقفے کے ساتھ ہم نے دیکھنا ہے لیکن بجٹ کو جس انداز میں دیکھا جا رہا ہے تو اس انداز میں عوام کو اس کا ریلیف نہیں مل رہا۔ اگلی بات جو میں آپ سے کہنا چاہوں گا خاص طور پر ان ڈاکٹروں کے لئے جو یہاں پر اپنی سروسز دے رہے ہیں، ڈاکٹروں کا سروس سٹرکچر جو کسی بھی ادارے کے اندر بنتا ہے تو مجھے سمجھ نہیں آتی کہ ادھر حکومت کی کیا ضد ہے، ان کا سروس سٹرکچر کیوں نہیں بن رہا؟ اگر ہم ان کے سروس سٹرکچر کی طرف دیکھیں تو اس کے بعد کیا ہو رہا ہے، اگر سروس

سٹرکچر نہیں بن رہا تو وہ یہاں سے باہر جا رہے ہیں۔ کس کا نقصان ہو رہا ہے؟ حکومت کا نہیں ہو رہا بلکہ غریب عوام کا ہو رہا ہے۔ انہیں proper salary نہیں ملے گی تو وہ باہر چلے جائیں گے اور وہ چلے گئے ہیں۔ لوگوں نے باہر جا کر ڈیرے ڈال لئے ہیں۔ کوئی سعودی عرب جا رہا ہے، کوئی مڈل ایسٹ میں، کوئی U.K جا رہا ہے اور کوئی امریکہ جا رہا ہے، یوں سارے جا رہے ہیں۔ حکومت کی priority اگر health نہیں ہے تو اس میں بجٹ رکھنے کا فائدہ کیا ہے؟ عوام کو اس کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا جائے۔ ہمیں ایک نیا خواب دکھا دیا گیا ہے کہ انشورنس ہیلتھ کارڈ بنیں گے۔ میں کہتا ہوں کہ جو پہلے ہو رہا ہے اسے تو سمیٹ لیں۔ اس میں کون سا ریلیف دے دیا ہے اور اس میں کون سا لوگوں نے باہر نکل کر جلوس نکالے ہیں اور نعرے لگائے ہیں کہ ہمارے سارے مسائل حل ہو گئے ہیں؟ اگر ہمیں تعریف کے لئے یہاں پر کھڑا کرنا ہے تو اتنی تعریف کریں گے کہ شاید حکومت بھی "رج" جائے۔ حکومت کا پیٹ بھی پل جائے۔

جناب سپیکر: یہ تعریف آپ نے تو نہیں کی جنھوں نے کرنی ہے انہوں نے کرنی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے
"آپ کے سرٹیفکیٹ کی ضرورت نہیں ہے" کی آوازیں)

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! شکریہ۔ صحیح بات ہے کہ میرے سرٹیفکیٹ کی ضرورت نہیں ہے۔

جناب سپیکر: میں بات کر رہا ہوں اور وہ میرے ساتھ بات کر رہے ہیں اس لئے آپ کو interrupt کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ Be careful in future. ورنہ پھر میں action لوں گا۔ I said, be careful. ا جی، میاں صاحب! (نعرہ ہائے تحسین)

میاں محمد اسلم اقبال: شکریہ۔ جناب سپیکر! منسٹر ہیلتھ تشریف فرما ہیں، کچھ بات آپ کے توسط سے انہیں گزارش کروں گا کہ وہ نوٹ کر لیں یہ باتیں ان کے کام آئیں گی کیونکہ انہیں تو میٹنگ میں بولنے کی شاید اتنی اجازت نہیں ہوتی کہ وہ اپنی رائے دے سکیں۔ ہم ضرور اپنی رائے آپ تک پہنچائیں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! پنجاب کی تمام تحصیلوں میں T.H.Qs تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال جو اس تحصیل کے لئے ایک بنیادی حیثیت رکھتا ہے کہ وہاں پر جو لوگ اس کے قرب و جوار میں رہتے ہیں

انہیں علاج معالجہ کی سہولت میسر ہو سکے۔ گزارش کروں گا کہ ہر تحصیل کے اندر دو آپریشن تھیٹر functional بنائے جائیں تاکہ تحصیل کے مریضوں کا پریشر کسی بڑے ڈسٹرکٹ پر نہ پڑے۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ تمام T.H.Qs کے اندر گائناکالوجسٹ کنسلٹنٹ رکھے جائیں۔ وہاں پر پوسٹیں خالی ہیں اور دیہاتوں میں کوئی ڈاکٹر جانا پسند نہیں کرتا اس لئے گزارش ہے کہ اس پوسٹ کو ضرور بنایا جائے۔ تمام T.H.Qs کے اندر چائلڈ سپیشلسٹ ڈاکٹر کا ہونا ضروری ہے۔ ڈاکٹر کی یہ اسامی وہاں پر ضرور ہو گی لیکن کبھی یہ fill نہیں ہوئی، کبھی بھی وہاں پر ڈاکٹر موجود نہیں ہوئے۔ ایک بڑی alarming condition آپ کے سامنے بیان کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے تمام ٹیچنگ ہسپتالوں میں کبھی اکیڈمی پوری نہیں ہوئی یعنی ٹیچرز ہی پورے نہیں ہوئے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ پروفیسر صاحبان باہر چلے جاتے ہیں۔ آپ ان کی زیادہ care نہیں کرتے اس لئے وہ باہر چلے جاتے ہیں۔ جہاں سے ڈاکٹر نے پڑھ لکھ کر باہر نکلنا ہے تو وہ اکیڈمی پوری نہیں ہے۔ یہ حکومت کی کتنی بڑی نااہلی ہو گی کہ ہم اپنا سٹاف بھی پورا نہیں کر رہے۔ ہم ان کے لئے کوئی اس طرح کا پیکیج نہیں بنا رہے جس کے تحت وہ یہاں پر رہ کر، یہاں پر انہوں نے تعلیم حاصل کی اور غریب عوام کی خون پسینے کی کمائی سے وہ ڈاکٹر بنے اور سارا کچھ ہوا لیکن پھر وہ باہر چلے گئے۔ اس اکیڈمی کے اندر ٹیچروں کی کمی کو مکمل کیا جائے۔

جناب سپیکر! میں نے ہیلتھ کے حوالے سے پہلے بھی ایک تجویز دی تھی اور میں دوبارہ repeat کرنا چاہ رہا ہوں کہ گردوں کے ڈائیلسز سنٹر کے لئے جس طرح پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی بنا ہوا ہے تو اسی طرح کڈنی سنٹر بھی بنائے جائیں جہاں پر لوگوں کے ڈائیلسز کے لئے مفت علاج کی سہولت کو زیادہ کیا جائے۔ میں نے کہا تھا کہ ہر ہسپتال میں 10 فیصد زیادہ بیڈ اس کے لئے مختص کر دیئے جائیں تاکہ زیادہ لوگ مستفید ہو سکیں لیکن اس مثبت تجویز کا بھی کوئی مثبت جواب نہیں آیا۔ شیخ زید ہسپتال میں لیور ٹرانسپلانٹ کے لئے ڈاکٹر اکٹھے ہوئے اور کچھ باہر سے ڈاکٹر آئے۔ میرے ساتھ بھی ان کی ملاقات ہوئی جس میں انہوں نے بتایا کہ ہم لیور ٹرانسپلانٹ کے لئے کچھ کرنا چاہتے ہیں۔ لوگ بھارت جاتے ہیں اور اتنے پیسے خرچ کرتے ہیں تو کیوں نہ اپنے ضلع کے اندر کوئی ایسا سیٹ اپ بنالیں، ہمیں حکومت کی support چاہئے تاکہ اس آپریشن تھیٹر یا اس ہسپتال کے لئے بجٹ کو allocate کر دے اور ہم بہتر انداز میں اسے چلا سکیں لیکن پھر وہی بات کہ کسی نے ان کی بات ہی نہیں سنی۔ پھر کیا ہو گا کہ وہ باہر واپس چلے جائیں گے۔ آخر انہوں نے بھی اپنے بچوں کا پیٹ پالنا ہے اور وہ باہر چلے گئے۔ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ ہر آدمی یہاں سے اٹھ کر جسے خدانخواستہ problem ہے وہ بھارت جا کر علاج کراتا

پھرے اور کیوں نہ اپنے شہر اور اپنے صوبے کے اندر اس طرح کی سہولت کو مکمل کر لیا جائے اور لوگوں کو اس کا ریلیف دے دیا جائے؟

جناب سپیکر! ہمارے سروسز ہسپتال میں Diabetes Centre بنا ہوا ہے، ٹھیک ہے لیکن لوگوں کے حالات وواقعات کے مطابق اور لوگوں کی بیماریوں کے مطابق وہ کم ہے جو کہ تھوڑے سے وقت کے لئے صبح کھلتا ہے اور اس کے بعد بند ہو جاتا ہے۔ گزارش کروں گا کہ ہر ہسپتال میں Diabetes Centre ضرور بنایا جائے تاکہ شوگر کے حوالے سے لوگ وہاں پر اپنا چیک اپ مفت کروا سکیں۔

جناب سپیکر! آنے والے وقتوں میں آپ دیکھیں گے کہ ہیپاٹائٹس کی بیماری اتنی تیزی سے بڑھ رہی ہے کہ جب عوام کو پینے کا گندہ پانی ملے گا، انہیں گٹروں کا ملا ہوا پانی ملے گا تو انہوں نے بیمار نہیں ہونا تو پھر کیا ہونا ہے؟ ہم اس بیماری کا علاج نہیں کر رہے ہم at the end of the day یہ کہہ رہے ہیں کہ اس کے لئے لوگوں کو ویکسین دی جائے۔ چلیں، جب بچے کی پیدائش ہوتی ہے تو پیدائش ہونے کے وقت اس کی ویکسینیشن کی جاتی ہے۔ گزارش ہے کہ یہ والے انجکشن اس کی جو age bracket میں لگنا ہوتے ہیں، اس age bracket کے اندر حکومت اپنی تمام ڈسپنسریوں کے اندر اس کو مفت کر دے تاکہ وہاں پر بچوں کو مفت ہیپاٹائٹس سے بچاؤ کے انجکشن لگ سکیں۔

جناب سپیکر! اپنی ذاتی تشہیر کے لئے حکومت اخبارات میں بڑے بڑے اشتہارات جو کہ آدھے آدھے صفحے کے پورے پورے صفحے کے اور تین چوتھائی صفحے کے دیتی ہے، اس معزز ایوان کے ذریعے میں ان تک یہ بات پہنچانا چاہتا ہوں کہ یہ اشتہار مفت نہیں لگتے بلکہ عوام کے خون پسینے کی کمائی سے اشتہار اخباروں میں لگتا ہے اور بڑے بڑے اشتہارات اپنی تصویروں کے ساتھ دیئے جاتے ہیں۔ ان اشتہارات کی مد میں جتنے پیسے ہیں اگر ان کو اکٹھا کر لیا جائے تو ایک ہسپتال بن سکتا ہے۔ ہم اپنے پیسے وہاں کیوں ضائع کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر! پیرا میڈیکل سٹاف کو پچھلے دور میں حکومت نے ریگولر کرنے کا عندیہ دیا تھا کہ ہم ان کو ریگولر کر رہے ہیں۔ باتیں بھی ہوئیں اور حکومت نے اعلان بھی کر دیا لیکن جب فنانس ڈیپارٹمنٹ میں فائل گئی تو پھر اس میں پتا چلا کہ جناب آپ کے فنڈز کی allocation نہیں ہے لہذا ہم نے آپ کو ریگولر نہیں کرنا۔ اب وہ پھر دربدر پھر رہے ہیں، گزارش یہ ہے کہ ان کو ریگولر کر دیا جائے تاکہ یہ نہ ہو کہ وہ بھی ملک سے باہر چلے جائیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

ایک اور اہم issue نرسوں کا ہے کہ ہر سرکاری ہسپتال میں نرسوں کی کمی ہے۔ ہوتا یہ ہے کہ پرائیویٹ ہسپتال جب اپنے آپ کو expand کرتے ہیں اور اخبار میں اشتہار دیتے ہیں تو زیادہ تنخواہ کو دیکھتے ہوئے وہ نرسیں سرکاری جاب کو چھوڑ کر پرائیویٹ ہسپتال میں چلی جاتی ہیں۔ گزارش ہے کہ ایسا mechanism بنایا جائے کہ ہسپتال کی ضروریات کے مطابق جس طرح ہم اپنے ڈاکٹروں کو trained کر رہے ہیں، پڑھائی کی طرف لے جا رہے ہیں اور ایم بی بی ایس کروا رہے ہیں اسی طرح نرسوں کے لئے بھی یہ کام کیا جائے۔ ان کو بھی اسی طرح trained کیا جائے تاکہ سرکاری ہسپتالوں کی ضروریات کو پورا کیا جا سکے۔ گورنمنٹ کی طرف سے ہسپتالوں پر ایک پابندی یہ لگائی گئی کہ آپ اپنی کوئی چیز without the approval of Health Secretary نہیں لے سکتے۔ ہسپتالوں میں بورڈ ہوتے ہیں ان کو اس چیز کی اجازت دی جانی چاہئے کہ وہ day to day activity کے لئے کام کر سکیں۔ یعنی اگر کوئی مشین خراب ہو جاتی ہے، کوئی نئی مشین لینی ہے، کوئی کمپیوٹر لینا ہے یا انہوں نے چھوٹی موٹی جاب دے کر اس کو fill کرنا ہے تو ان کو اتنی اجازت اور اتھارٹی ضرور دینی چاہئے کہ وہ یہ کام کر سکیں۔ جب آپ اتنا سارا بجٹ ان کے رحم و کرم پر چھوڑ دیتے ہیں تو ایک چھوٹی سی بات کے لئے آپ نے ان کے اختیارات لے لئے ہیں، یہ اختیارات ان کو واپس کئے جائیں۔

جناب سپیکر! میں ایک بات یہ کہنا چاہتا ہوں کہ حکومت کی priorities ضرور ہوں گی لیکن میں PIC کا اس لئے زیادہ ذکر کر رہا ہوں کہ جب اس ہسپتال میں جانے کا اتفاق ہوتا ہے تو جب ہم صبح کو وہاں جاتے ہیں تو ایسے لگتا ہے کہ ساری دنیا ہی اس ہسپتال میں آگئی ہے۔ وہاں over burden ہونے کی وجہ سے انجیو گرافی کے لئے چھ ماہ سے پہلے ٹائم نہیں ملتا۔ Thallium Test کروانے کے لئے تین تین، چار چار مہینے تک انتظار کرنا پڑتا ہے۔ وہاں پر تین ہزار بائی پاس آپریشن pending ہیں۔ ان کے پاس ٹائم نہیں ہے کیونکہ ان پر over burden ہے۔ میں ایک گزارش کروں گا کہ ہمارے PIC کے بالکل سامنے ایک Rehabilitation Hospital ہے جسے Mental Hospital بھی کہتے ہیں اگر اس ہسپتال کو ہم لاہور سے باہر کسی موٹروے پر شفٹ کر دیں اور اس تمام جگہ کو PIC کے لئے مختص کر دیں تو میرا خیال ہے کہ عوام کی یہ مشکلات جو میں آپ کو بتا رہا ہوں کافی کم ہو جائیں گی۔ وہاں پر بیڈ کی capacity زیادہ ہو جائے گی، وہاں پر لوگوں کو چھ چھ مہینے، دو دو سال تک آپریشن کے لئے تاریخ نہیں مل رہی ہے اس میں بھی کافی بہتری آجائے گی اور مریض آرام سے اپنا علاج کروا سکیں گے۔ اگر کسی کو دل کی تکلیف ہو جائے تو آپ اس مریض کو تین سال کے بعد کا ٹائم دے رہے ہیں کہ آپ کی باری تین

سال بعد آئے گی اور آکر آپریشن کروالینا۔ وہ تو اللہ تعالیٰ کو ہی پتا ہے کہ اس کی عمر کتنی ہے اور کتنی زندگی گزارنی ہے لیکن کم از کم ہم ان کی طرف تو دیکھیں جنہوں نے اس ملک کے لئے ہیلتھ کی پالیسی بنانی ہے تاکہ اس کو بہتر انداز میں چلا سکیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اس میں جو کٹوتی کی بات کی گئی ہے اگر حکومت یہ تمام کام عوام کی فلاح کے لئے نہیں کر سکتی تو میری گزارش ہے کہ اس کا بجٹ کم کر کے ایک روپیہ کر دیا جائے۔ شکریہ

**قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید):** جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

**جناب سپیکر:** جی، میاں صاحب!

**قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید):** جناب سپیکر! میں ایک پوائنٹ آف آرڈر پر آپ کی توجہ مبذول کروانا چاہتا ہوں کہ پورے پنجاب سے ہزاروں کی تعداد میں کلرک پنجاب اسمبلی کے باہر اپنی تنخواہوں میں اضافے کے سلسلے میں احتجاج کر رہے ہیں۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ ٹریژری بنچوں سے بھی ایک دو لوگ باہر چلے جائیں اور کمیٹی بنا کر ان سے بات کر لیں۔ تینوں صوبوں نے تنخواہ میں 15 فیصد اضافہ کر دیا ہے اگر ہم بھی مزید 5 فیصد بڑھا دیں کیونکہ inflation کی شرح 26 فیصد ہے اور آپ نے جو تنخواہیں 10 فیصد بڑھائی ہیں اِس میں اُن کا گزارہ نہیں ہو سکتا۔ میرا خیال ہے کہ وہ لوگ جن کا پورا دارومدار سرکار پر ہوتا ہے وہ اپنا تن، من، دھن، صلاحیتیں اور تمام خدمات حکومت کے لئے وقف کر چکے ہوتے ہیں اس لئے ٹریژری بنچوں والے اس مسئلے کو سنجیدگی سے لیں اگر باقی تین صوبوں نے 15 فیصد تنخواہ بڑھا دی ہے تو میری گزارش ہو گی کہ ہم بھی 10 کی بجائے 15 فیصد کر دیں۔ میری گزارش ہو گی کہ ٹریژری بنچوں کی طرف سے وزیر خزانہ یا کوئی دوسرا منسٹر چلا جائے کیونکہ ہم تو بہر حال ایک وفد لے کر ان کے ساتھ اظہار یکجہتی کے لئے جائیں گے۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ ان کی تنخواہوں میں اضافے کے لئے کوئی قدم ضرور اٹھایا جانا چاہئے۔(نعرہ ہائے تحسین)

**جناب سپیکر:** فنانس منسٹر صاحب! آپ نے بات سنی ہے جو میاں صاحب نے کہی ہے؟

**وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):** جناب سپیکر! میں نے سنا ہے۔

**میاں محمد اسلم اقبال:** جناب سپیکر! ان سے کہیں کہ یہ اختیارات کا استعمال کریں، یہ بے اختیار وزیر ہیں۔

**جناب سپیکر:** ایسی بات نہ کی جائے۔

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یہ اپنا دور دیکھیں، ان کے دور میں اور ہمارے دور میں بہت فرق ہے۔ جب یہ خود وزیر تھے اس وقت یہ اپنے آپ کو دیکھیں۔ (شور وغل)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔ مجھے ذرا ان سے پوچھ لینے دیں۔ منسٹر صاحب! باہر کوئی لوگ احتجاج کر رہے ہیں؟

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! باہر بہت سارے لوگ آئے ہوئے ہیں اور پورے پنجاب سے نمائندہ تنظیمیں آئی ہوئی ہیں۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! وہ کہہ رہے ہیں کہ باقی صوبوں نے ملازمین کی تنخواہ 15 فیصد بڑھائی ہے اور آپ نے نہیں بڑھائی کیا ایسی کوئی بات ہے؟

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ہمارا policy decision تھا جیسا کہ میں نے budget speech اور wind up speech میں بھی کہا تھا کہ ہم نے national pay scale کے مطابق کیا ہے۔ فیڈرل گورنمنٹ نے جو 10 فیصد تنخواہوں میں اضافہ کیا تھا ہم نے بھی 10 فیصد اضافہ کیا تھا۔ باقی صوبے کر سکتے ہیں اور ہم بھی کر سکتے ہیں مگر ہم فیڈرل گورنمنٹ کے ساتھ on board اور at par چلے ہیں۔ اس میں یہ ہے کہ کچھ صوبوں نے 15 فیصد اضافہ کیا اور کچھ نے گریڈ 1 تا 16 میں 15 فیصد اور اس سے اوپر 10 فیصد اضافہ کیا ہے۔ ہم نے wind up speech میں بھی clear cut کہہ دیا تھا کہ حکومت پنجاب فیڈرل گورنمنٹ سے ہٹ کر اپنے ملازمین کی تنخواہیں نہیں بڑھائے گی مگر پھر بھی---

معزز ممبران حزب اختلاف: شیم، شیم، شیم---

جناب سپیکر: دیکھیں، آپ کیا کر رہے ہیں، یہ آپ کیا کر رہے ہیں؟

منسٹر صاحب! آپ دیکھ لیں اگر آپ ان لوگوں سے باہر بات کرنے کے لئے جا سکتے ہیں تو ان سے بات کر لیں۔ ابھی لاء منسٹر صاحب بھی آجاتے ہیں ان سے مشورہ کر لیں۔ جی، محترمہ نوشین حامد!

ڈاکٹر نوشین حامد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! صحت کے حوالے سے ہماری طرف سے بہت اچھی طرح سے discussion ہو گئی ہے، میں کچھ باتوں کو touch کروں گی۔ اگر ہم گزشتہ پانچ سال کی طرف نظر دوڑائیں تو ہمیں محرومیوں، دکھوں اور ناگہانی اموات کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ نظر آتا ہے۔ بجٹ بڑھتا جا رہا ہے مگر اس کی utilization اور اس کی proper implementation ہمیں

نظر نہیں آ رہی ہے۔ سب سے پہلا سوال تو میرا یہ ہے کہ صحت جو بہت اہم شعبہ ہے جس سے میرا، آپ کا، ہمارے خاندانوں کا اور ہمارے عزیزوں کا interest جڑا ہوا ہے لیکن اس کا پانچ سال تک portfolio خالی کیوں رہا؟ پچھلے پانچ سال میں کوئی وزیر صحت نہیں تھا۔ میں آپ سے یہ سوال کرتی ہوں کہ کیا اس قابل احترام ایوان میں ایک شخص بھی اس کا اہل نہیں تھا کہ وہ وزارت صحت کے منصب پر فائز ہو سکتا؟ اس دفعہ بھی یہ ایک additional charge کے طور پر رکھا گیا ہے۔

جناب سپیکر: آپ اپنے دور کی بات کریں، آپ ماضی کی باتیں نہ کریں اور آپ قانونی طور پر کر بھی نہیں سکتیں۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! اس دفعہ بھی یہ additional charge ہے اور یہ سارا وقت سیکرٹری صحت ہی رہے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، یہ حکومت کا کام ہے اس نے اپنا کام چلانا ہے، آپ اس کو چھوڑیں۔ انہوں نے جو کرنا ہو گا وہ بتائیں گے۔ آپ بجٹ پر comments کریں۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! کچھ تکالیف منجانب اللہ ہوتی ہیں اور کچھ انسانوں کی negligency سے ہم پر مسلط کر دی جاتی ہیں۔ خسرہ پر بہت بات ہو چکی مگر میں تھوڑا سا بتانا چاہوں گی کہ وزیراعلیٰ صاحب نے اعلان کیا ہے کہ 24۔ جون سے وہ vaccination mass immunization کا پروگرام شروع کرنے والے ہیں جس کے لئے 74 کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں۔ کل کی رپورٹ کے مطابق جو پچھلی vaccine آئی تھی وہ improper storage کی وجہ سے ضائع ہو گئی ہے اور ان کی affectivity نہیں رہی۔ اب میری درخواست ہے کہ اب آپ لوگ جو vaccination start کرنے لگے ہیں اس کو دیکھ لیجئے گا کہ وہ proper طریقے سے store ہو، اس کی proper handling ہو تاکہ وہ دوبارہ سے ضائع نہ ہو جائے اور جو 74 کروڑ روپے اس کے لئے مختص کئے گئے ہیں وہ بھی ضائع نہ ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میری دوسری بات یہ ہے کہ ہمارے وزیر خزانہ نے بجٹ تقریر میں prevention پر بڑا زور دیا تھا کہ ہم نے اس دفعہ بیماریوں کی prevention کے لئے بجٹ رکھا ہے بلکہ انہوں نے اس کے figures بھی دیئے تھے کہ 2۔ ارب 10 کروڑ روپے hepatitis، ٹی بی کنٹرول اور maternal health کے لئے رکھے گئے ہیں۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ hepatitis کے کنٹرول سے زیادہ ضروری ہے کہ ہم اس کی root cause کو focus کریں۔ اس وقت hepatitis کا major سبب

یہ ہے کہ جگہ جگہ دکانداریاں کھلی ہوئی ہیں،dentist کی دکانیں کھلی ہوئی ہیں جو بغیر sterilization کے instrument use کرتے ہیں۔اس کے علاوہ quacks نے اپنے کلینک کھولے ہوئے ہیں اور ایک ہی سرنج کو بیسیوں patient پر استعمال کرتے ہیں۔ان پر کوئی check and balance رکھا جائے، ان کے clinics کو چیک کیا جائے تاکہ وہاں پر اس قسم کی practice نہ ہو اور hepatitis control میں آ سکے۔

جناب سپیکر!اس کے علاوہ وزیر خزانہ نے اپنی بجٹ تقریر میں پانی کی آلودگی کا ذکر کیا تھا مگر میں آپ کی توجہ فضائی آلودگی کی طرف بھی دلوانا چاہتی ہوں۔میرا تعلق شمالی لاہور سے ہے اور وہاں پر اس وقت UC-37 میں کچھ سریے کی فیکٹریاں چل رہی ہیں جہاں پر سستے فیول کے لئے وہ پرانے ٹائر جلا رہے ہیں جس کی وجہ سے شمالی لاہور بند روڈ کے ساتھ کا سارا علاقہ پھیپھڑوں کی بیماریوں میں مبتلا ہو رہا ہے اور وہاں پر چھوٹے چھوٹے بچے اس تکلیف میں مبتلا ہو رہے ہیں۔آپ وہاں جاکر دیکھیں تو ان کی گلیاں کالی ہیں،راکھ کے ساتھ ان کے گھروں کے دروازے اور چھتیں حتیٰ کہ چائے کا ایک کپ اگر صرف پانچ منٹ وہاں رکھ دیا جائے تو اس پر بھی کالی راکھ کی تہہ آ جاتی ہے اس لئے فضائی آلودگی پر بھی توجہ دی جائے کیونکہ یہ ہمارے لاہور کا بہت بڑا علاقہ ہے جو کہ suffer کر رہا ہے۔

جناب سپیکر!ہیلتھ انشورنس کارڈ سکیم پر تھوڑا سا میں کہنا چاہوں گی۔میرا خیال ہے کہ ہمارا ایجنڈا health for all ہونا چاہئے صرف کچھ لوگوں کو focus نہیں کرنا چاہئے۔اس بارے میں کچھ سوالات ذہن میں آتے ہیں۔سب سے پہلے یہ جو 4۔ارب روپے کی خطیر رقم رکھی گئی ہے اس کے بارے میں ہمیں کوئی روڈ میپ واضح نہیں کیا گیا۔میں نے internet پر بھی search کیا،آپ کی کتابوں میں بھی دیکھا مگر اس بارے میں کوئی clarification نہیں ملتی کہ یہ ہیلتھ انشورنس کارڈ ہے کیا؟کیا اس کا بھی کوئی premium ہوگا جس طرح سے انشورنس کارڈ کا ہوتا ہے؟اس سے مستفید کون لوگ ہوں گے،کیا پھر سے کوئی منظور نظر لوگوں کو یہ دیا جائے گا؟پھر اس کے لئے جو چار اضلاع select کئے گئے ہیں ان چار اضلاع کا کیا criteria ہے کیونکہ آپ کے اپنے مطابق اس وقت 16 اضلاع میں poor health indicators ہیں یہ آپ کی اپنی کتابوں میں موجود ہیں تو پھر صرف ان چار اضلاع میں کیوں یہ کیا جا رہا ہے؟کیا یہ ماضی کی سستی روٹی سکیم کی طرح کوئی ایک experiment تو نہیں ہے،کیا پھر سے عوام کے حق حلال کا پیسا ضائع تو نہیں ہو جائے گا؟ہم غریب قوم ہیں اور ہم تجربات کے متحمل نہیں ہو سکتے۔میں یہ سمجھتی ہوں کہ اس 4۔ارب روپے کی خطیر رقم سے جن پراجیکٹ کا

میرے بھائی نے ذکر کیا تھا، اگر یہ برن یونٹ اور سرجیکل ٹاور کو مکمل کر دیں تو اس سے چار اضلاع نہیں بلکہ بہت سارے اضلاع فائدہ اٹھا سکیں گے۔ پچھلے دور میں ہڑتالوں اور احتجاج کی وجہ سے پورا صوبہ disturb رہا ہے مگر اس کے باوجود ہڑتالیں کی گئیں۔ ڈاکٹروں کی آخری ہڑتال جس میں، میں خود بھی موجود تھی اور ان کے ساتھ کیمپ میں بیٹھی تھی۔ ان کی demand patient rights کے لئے تھی جس میں انہوں نے free medication اور وہاں پر تمام tests کی سہولت اور خراب مشینری کی درستی کی demand کی تھیں۔ ان کی 13 دن کی بھوک ہڑتال کے دوران گورنمنٹ کے کسی نمائندے نے ان کو address نہیں کیا لیکن 13 دن کے بعد چیف منسٹر صاحب نے ان کو بلایا اور ان سے کچھ وعدے کئے تھے مگر اس کے باوجود میں بتا دوں کہ آج بھی ہسپتالوں کی وہی حالت ہے، فری ادویات نہیں مل رہی ہیں، اسی طرح سی ٹی سکین مشینیں خراب پڑی ہیں اور ان کے ٹیسٹ بھی نہیں ہو رہے، وہ باہر سے کرانے پڑتے ہیں جو کہ بہت مہنگے ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر! political appointment کا تھوڑا سا ذکر کروں گی کہ ہیلتھ کے شعبے میں political appointment کا بہت زیادہ رواج ہے اور رشوت عام ہے۔ آج بھی شعبہ صحت کے سیکرٹریٹ میں سیکشن آفیسر کے پاس جائیں تو ینگ ڈاکٹروں کی بے تحاشا فائلیں پڑی ہوئی ہیں لیکن جب رشوت دی جاتی ہے تو تب جا کر کام ہوتا ہے۔ Points تو بہت سارے ہیں مگر میں وقت کی کمی کی وجہ سے اپنی بات کو چھوٹا کرتی ہوں اور صرف یہ کہوں گی کہ ہر کوئی اتنا خوش قسمت نہیں ہوتا کہ وہ وزیر اعلیٰ کی گاڑی تک پہنچ سکے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

**محترمہ فائزہ احمد ملک:** جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے پوچھنا چاہ رہی ہوں کہ کیا سیکرٹری ہیلتھ موجود ہیں؟ ہم اس وقت اتنا important topic discuss کر رہے ہیں تو اس وقت یہاں پر ان کی موجودگی بہت ضروری تھی۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** میرے خیال میں سیکرٹری ہیلتھ کی ضرورت نہیں ہے۔ منسٹر صاحب یہاں پر موجود ہیں۔

**محترمہ فائزہ احمد ملک:** منسٹر صاحب بھی بیٹھے ہیں لیکن سیکرٹری ہیلتھ کو بھی ہونا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ آپ کی ایک ایک بات کو note کر رہے ہیں۔ میرا نہیں خیال کہ سیکرٹری ہیلتھ کی موجودگی یہاں پر ضروری ہے۔ منسٹر صاحب خود موجود ہیں، آپ جو points کہہ رہی ہیں وہ note کر رہے ہیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: سپیکر صاحب نے کہا تھا کہ جب بھی کسی محکمہ کے متعلق بات ہوگی تو اس کا سارا عملہ یہاں موجود ہوگا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! منسٹر صاحب موجود ہیں۔ اگر وہ موجود نہ ہوتے تو آپ کو کوئی پریشانی ہونی تھی۔ وہ ایوان میں موجود ہیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: پنجاب کے دس کروڑ عوام کا بجٹ پیش کیا جا رہا ہے لیکن سیکرٹری ہیلتھ موجود نہیں ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب موجود ہیں، وہ اپنے ڈیپارٹمنٹ کے head بھی ہیں اور سارے معاملات بھی وہ دیکھ رہے ہیں تو میرا نہیں خیال کہ سیکرٹری کی موجودگی یہاں پر ضروری ہے۔ منسٹر صاحب یہاں پر موجود ہیں وہ آپ کی باتیں note کر رہے ہیں۔ Please آپ تشریف رکھیں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! سیکرٹری ہیلتھ اتنے طاقتور ہیں کہ وہ اس ایوان کو کچھ نہیں سمجھتے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب یہاں پر موجود ہیں اور وہ آپ کی باتیں note کر رہے ہیں۔ Please سردار صاحب! آپ اپنی بات کریں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: پنجاب کے دس کروڑ عوام کا بجٹ ہے سیکرٹری ہیلتھ کو یہاں پر موجود ہونا چاہئے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔ میں نے بتا دیا ہے۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور اور صحت (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور اور صحت (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! اگر یہ بات سن لیں تو ان کی مہربانی ہو گی۔ پورا ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ، ہمارے ایڈیشنل سیکرٹری ہیلتھ اور دوسرے ارکان بھی بیٹھے ہیں اور میں بھی بیٹھا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب! آپ موجود ہیں، میں نے جواب دے دیا ہے۔ سردار صاحب! Please آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! صحت کے حوالے سے ایوان میں لاہور، راولپنڈی اور جی ٹی روڈ کی بہت باتیں سنیں لیکن بدقسمتی سے جنوبی پنجاب کی بات صحت کے حوالے سے نہیں ہوئی۔ میں وزیر صحت سے گزارش کروں گا کہ میری بات غور سے سنیں، شاید جنوبی پنجاب کا انہیں معلوم بھی نہیں ہے کہ جنوبی پنجاب میں صحت کی سہولیات کا کتنا فقدان ہے۔ ہیلتھ سیکٹر میں 82۔ارب روپے کی رقم اس بجٹ میں مختص ہوئی اور بجٹ کو کافی study کرنے کے بعد جنوبی پنجاب کی 40 فیصد آبادی جو پنجاب کا ایک بہت بڑا حصہ ہے اس میں مجھے کوئی ایسی خاص بات نظر نہیں آئی کہ جس حوالے سے جنوبی پنجاب کو upgrade کیا جائے۔ آپ کے توسط سے میں وزیر صحت کی توجہ چاہوں گا کہ جنوبی پنجاب کی ایک بہت بڑی شاہراہ ایم ایم روڈ ہے جسے ملتان سے میانوالی روڈ کہا جاتا ہے کہ بدقسمتی سے 2006 میں ایک میگا پراجیکٹ ڈسٹرکٹ لیّہ میں ٹراما سنٹر کے حوالے سے شروع ہوا لیکن بعد میں 2008 کی حکومت آنے پر اس کو ٹراما سنٹر کی بجائے ٹی ایچ کیو ہسپتال کی upgradation میں تبدیل کر دیا گیا۔ ملتان سے میانوالی تقریباً کم و بیش 400 کلومیٹر کا سفر ہے، آئے دن روڈ ایکسیڈنٹ ہوتے ہیں۔ میں 2002 کی حکومت کو کریڈٹ دیتا ہوں جس نے اس روڈ پر ایک ٹراما سنٹر کی تعمیر جس پر تقریباً 80 کروڑ روپے خرچ ہونے تھے وہ شروع کیا اگر اس روڈ پر کوئی ایکسیڈنٹ ہو، پچھلے دنوں آپ کو یاد ہو گا کہ آپ کے علاقے کے ایس پی بھٹہ صاحب وہاں ایکسیڈنٹ سے expire ہوئے، میں آپ کے توسط سے وزیر موصوف کی توجہ اپنی طرف دلوانا چاہتا ہوں شاید یہ جنوبی پنجاب کو جانتے بھی نہیں ہیں کہ جنوبی پنجاب کا علاقہ کون سا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب! آپ ان کی بات سُنیں۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! میں ایکسیڈنٹ کی بات کر رہا تھا، وہ ایکسیڈنٹ سے expire کیوں ہوئے؟ اس لئے کہ وہاں سے ملتان کا سفر تقریباً اڑھائی سے پونے تین گھنٹے پر محیط ہے۔

جناب سپیکر! میں صحت کے حوالے سے بات کر رہا تھا کہ پچھلی حکومت نے 2002 میں ایک منصوبہ ٹراما سنٹر فتح پور شروع کیا تھا۔ پچھلے دنوں ایک ایس پی صاحب روڈ ایکسیڈنٹ میں expire ہوئے اس کی وجہ یہ تھی کہ وہاں سے ملتان کا سفر تقریباً اڑھائی گھنٹے پر محیط ہے، جنوبی پنجاب کے لوگوں کے لئے اس ٹراما سنٹر کی اہمیت یوں تھی کہ اس کو ٹراما سنٹر کی بجائے ٹی ایچ کیو ہسپتال کی upgradation میں تبدیل کیا گیا جو کہ پچھلی حکومت کی جنوبی پنجاب کے ساتھ سراسر زیادتی اور ناانصافی ہے۔ میری وزیر صحت سے یہ گزارش ہوگی کہ اس ٹی ایچ کیو ہسپتال کو جہاں upgrade کیا گیا ہے۔۔۔

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر: سردار صاحب! میں آپ کے چند سیکنڈ لینا چاہوں گا۔ باہر ایپکا کا کوئی جلوس آیا ہوا ہے اس کے لئے میں بلال یٰسین صاحب اور چودھری شفیق صاحب سے کہوں گا کہ وہ جا کر ان سے بات کر لیں اور اللہ کرے کہ ان کے مسائل اچھے طریقے سے حل ہو جائیں۔ میرے خیال میں وزیر تعلیم رانا مشہود صاحب! آپ بھی ساتھ چلے جائیں تو بہتر ہے۔ آپ تینوں حضرات جائیں۔

وزیر تعلیم (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! ایک بندہ اپوزیشن کی طرف سے بھی بھیج دیں۔

جناب سپیکر: جی، اپوزیشن کی طرف سے قائد حزب اختلاف تشریف لے جائیں یا سبطین صاحب! آپ بھی ان کے ساتھ چلے جائیں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! اپوزیشن کی طرف سے ایک وفد پہلے ہی جا چکا ہے۔

جناب سپیکر: میں نے تو وفد نہیں بھیجا، وہ مجھ سے پہلے اپنے طور پر چلے گئے ہیں؟

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! آپ نے چونکہ ignore کر دیا تھا تو ہم نے سمجھا شاید آپ دلچسپی نہیں لے رہے۔ ہماری تو ذمہ داری ہے کہ ہم لوگوں کے حقوق کی بات کریں اس لئے ہمارے لوگ وہاں پر چلے گئے ہیں۔

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف خود وہاں پر گئے ہیں۔

جناب سپیکر: چلیں! ٹھیک ہے، اچھی بات ہے۔ جی، Carry on.

(اس مرحلہ پر وزیر تعلیم رانا مشہود احمد خان، وزیر صنعت چودھری محمد شفیق اور وزیر خوراک جناب بلال یٰسین ایپکا کے وفد سے ملاقات کے لئے ایوان سے باہر تشریف لے گئے)

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! میں عرض کر رہا تھا کہ وزیر صحت کو میری یہ ایک تجویز ہو گی کہ ایم ایم روڈ پر جہاں ٹی ایچ کیو ہسپتال کو upgrade کیا جا رہا ہے اس میں ایک یونٹ ٹراما سنٹر جو خصوصاً ایکسیڈنٹ کے لئے مختص ہوتا ہے اس کو add کیا جائے اور اس بجٹ میں اس کے لئے رقم مختص کی جائے، اس کے لئے اتنی زیادہ رقم کی ضرورت نہیں ہے تقریباً دو سے اڑھائی کروڑ روپے خرچ ہونے سے ٹراما سنٹر کا ایک چھوٹا یونٹ بن سکتا ہے لہذا مہربانی کر کے اسے بجٹ میں رکھا جائے۔ ابھی پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی، پی آئی سی لاہور کی بات ہو رہی تھی تو میری یہ گزارش ہو گی کہ چودھری پرویز الٰہی انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی جو ملتان میں بنا یہ 2002 کی حکومت کا کارنامہ ہے اگر آپ اس کارڈیالوجی سنٹر کو مناسب طریقے سے نہیں چلا سکتے تو کم از کم اس کا نام تو تبدیل نہ کریں۔ یہ ایک غلط exercise شروع کی جا رہی ہے کہ اگر کوئی بھی سیاسی حکومت آئے وہ اپنے پراجیکٹ کو نام دے اور دوسری حکومت آنے پر اس کا نام تبدیل کر دیا جائے تو میں اس ایوان میں یہ بات کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ جب بھی کوئی نئی حکومت آئے تو اس طرح سے ناموں کو تبدیل نہ کیا جائے۔ یہ exercise ختم ہونی چاہئے۔ اسی طریقے سے جیسا کہ میاں محمد اسلم اقبال نے ابھی بات کی کہ وہاں اتنا over burden ہے کہ ہزاروں کی تعداد میں مریض ملتان آتے ہیں جن کی انجیوگرافی فری نہیں ہے، تھیلیم ٹیسٹ فری نہیں ہے، کچھ بھی نہیں ہے۔ میں نے خصوصاً یہ دیکھا ہے کہ پنجاب کارڈیالوجی سنٹر ملتان کے لئے کوئی ایسا بجٹ نہیں رکھا گیا جس سے غریب لوگوں کو یہ سہولیات مفت فراہم کی جائیں کہ ان کی انجیوگرافی فری ہو۔ بائی پاس تو دور کی بات انجیوگرافی کے لئے بھی ان کو تین تین، چار چار مہینے ٹائم نہیں ملتا تو میری محترم وزیر صحت سے یہ گزارش ہو گی کہ ملتان میں proper mechanism بنایا جائے جہاں سفارش کی بنیاد پر انجیوگرافی، بائی پاس وغیرہ نہ ہو بلکہ میرٹ پر ہو اور آپریشن مناسب وقت پر ہونے چاہئیں۔ جنوبی پنجاب میں ملتان کے بعد آپ کی حکومت کا ایک اچھا اقدام جس کی میں اس فورم پر ضرور بات کروں گا۔ میڈیکل کالج ڈی جی خان کا قیام، آپ کا ایک اچھا اور احسن اقدام ہے۔

جناب سپیکر: میرا کام نہیں ہے، حکومت کا کام ہے۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! وزیر موصوف تشریف فرما ہیں مگر ان کی توجہ میری طرف کم ہے اور غالباً باتیں زیادہ کر رہے ہیں تو اس لئے آپ سے مخاطب ہو رہا ہوں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: نہیں، وہ تو بیٹھے ہیں اور آپ کے points لکھ رہے ہیں۔ (قطع کلامیاں)

خواتین ایسا نہ کریں۔ آپ کیا کر رہی ہیں، کیوں ایسا کرتی ہیں؟

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! میں اپنی بہنوں سے یہ گزارش کروں گا کہ۔۔۔

جناب سپیکر: جی، بس میں نے کہہ دیا ہے، آپ اپنی بات کریں۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! میں بات کر رہا تھا کہ وزیر خزانہ بھی موجود ہیں، ڈیرہ غازی خان میڈیکل کالج کے لئے اس بجٹ میں جو رقم مختص کی گئی ہے وہ اس کو مکمل کرنے کے لئے ناکافی ہے۔ مجھے تو لگتا ہے کہ اس حکومت کے سال بھی مکمل ہو جائیں گے مگر میڈیکل کالج کا قیام عمل میں نہیں آئے گا تو میری یہ گزارش ہوگی کہ اس بجٹ میں۔۔۔

جناب سپیکر: یہ آپ کا apprehension ہو سکتا ہے۔ جی، سردار صاحب!

سردار شہاب الدین خان: تو اس بجٹ میں اس کی 10 کروڑ روپے کی رقم کو بڑھا کر 25 کروڑ روپے کیا جائے تاکہ میڈیکل کالج ڈی جی خان مکمل ہو سکے اور وہاں پر میڈیکل کالج کی کلاسیں لگ سکیں۔ ابھی D.H.Q ہسپتالوں اور T.H.Q ہسپتالوں کی بات ہو رہی تھی۔ جب محکمہ صحت میں سیاسی بنیادوں پر postings and transfers ہوں گی تو وہاں پر ہم معیار صحت کس طرح سے بہتر کر سکیں گے؟ پچھلے دنوں کی بات ہے کہ ایک ای ڈی او، ہیلتھ لیہ ڈاکٹر خالد نعیم جو سابقہ حکومت میں تین سال ای ڈی او ہیلتھ رہا، اس کو ایم ایس T.H.Q تحصیل ہیڈ کوارٹر چوبارہ لگایا گیا۔ اب اس کو صرف personal liking/disliking کے حوالے سے ٹرانسفر کیا گیا ہے کہ اس کا تعلق کسی سیاسی جماعت سے ہے۔ اگر وہ دو تین سال پہلے اچھا تھا۔۔۔

جناب سپیکر: کیا public servant کا تعلق کسی سیاسی جماعت سے ہے؟

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! کسی سیاسی جماعت سے liking/disliking کی بات کر رہا ہوں۔ میں بات کر رہا ہوں کہ صحت کا معیار بہتر کرنے کے لئے ایک ای ڈی او، ہیلتھ جو پچھلی گورنمنٹ میں تین سال ای ڈی او، ہیلتھ رہا، دوبارہ ایم ایس رہا اب اس کو صرف اس بنیاد پر ٹرانسفر کر دیا گیا ہے کہ اس کا تعلق یا اس کی liking/disliking کسی پارٹی کے ساتھ ہے، جب تک اس قسم کی political interference ان محکموں میں ختم نہیں ہوگی تو پھر محکمہ صحت میں بہتری کی توقع مت رکھیں۔ ادویات کی بات لے لیں تو ادویات کا یہاں ایوان میں ہی محترم وزیر اعلیٰ نے جو اپنی تقریر کی اس میں بڑے بلند و بانگ دعوے ہوئے، پھر ادویات کی مفت فراہمی کی بات بھی کی گئی۔ آپ کے توسط سے وزیر صحت سے گزارش کروں گا کہ وہ یہ رپورٹ منگوالیں کہ ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال لیہ میں پچھلے

تین سالوں سے کتنی ادویات غریبوں میں مفت تقسیم ہوئی ہیں؟ میں یقین سے کہتا ہوں کہ اس رپورٹ میں یہ بات سامنے آئے گی کہ پچھلے تین سالوں سے ایک بھی مریض کو مفت ادویات نہیں ملیں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ اس کا سوال دیں، ہم ان سے اس کا جواب لیں گے۔ آپ اپنا سوال لکھ کر دیں۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! آپ میری بات تو سنیں، میں یہ بات وزیر صاحب کے گوش گزار کر رہا ہوں کہ ہمارے محکمہ صحت کے یہ حالات ہیں، باتیں تو بہت کی جاتی ہیں۔ اسی طرح اگر آپ grass root level پر چلے جائیں کہ Basic Health Unit جو rural areas میں ہماری صحت کا ایک basic unit ہے اگر آپ ان کی حالت کو دیکھ لیں تو وہاں ڈاکٹر، نرسیں نہیں ہیں، وہ بھوت بنگلے بنے ہوئے ہیں۔ میں جنوبی پنجاب کی بات کروں گا، جنوبی پنجاب کے لئے وزیر صحت سے گزارش کروں گا کہ وہ تھوڑا سا South focus پر بھی رکھیں۔ وہاں محکمہ صحت کی سہولیات نہ ہونے کے برابر ہیں اور کبھی کبھار پچھلے پانچ سالوں میں وزیر صحت اور سیکرٹری صحت نے South کا ایک visit بھی نہیں کیا، کیا South پنجاب کا حصہ نہیں ہے؟ میری یہ گزارش ہو گی۔۔۔

جناب سپیکر: جتنا سفر آپ کے سابقہ وزیر صاحب نے کیا ہے شاید ہی اتنا کسی نے کیا ہو۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! وہ وزیر صاحب صحت کے وزیر نہیں تھے، میری وزیر صحت سے گزارش ہو گی، گو کہ ان کے پاس ایڈیشنل چارج ہے یہ وزیر صحت نہیں ہیں پھر بھی میری گزارش ہو گی کہ جنوبی پنجاب کی سہولیات کو بہتر کرنے کے لئے، میں اپنی تقریر زیادہ لمبی نہیں کرنا چاہتا صرف ایک suggestion دینا چاہتا ہوں کہ سیکرٹری صحت پچھلے دِنوں آپ کے ضلع قصور میں دورہ کر کے آئے ہیں، فیصل آباد تو جا رہے ہیں، گوجرانوالہ تو جا رہے ہیں، ان کو یہ بھی فرمائیے گا کہ لیّہ، ڈیرہ غازی خان، راجن پور اور بھکر بھی پنجاب کا حصہ ہیں۔

جناب سپیکر: جی، ان کا دورہ کروائیں۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور اور صحت (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب والا! دورہ کیا ہے لیکن میں اس کا جواب بعد میں دوں گا۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، دورہ کروا دیں۔

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور اور صحت (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب والا! مجھے ابھی وزیر بنے پندرہ دن ہوئے ہیں اور میں مظفر گڑھ اور ملتان سے ہو کر آیا ہوں۔ انہوں نے شاید دیکھا نہیں یا سنا نہیں ہے حالانکہ ٹی وی پر televise بھی ہو رہا ہے اس لئے میری یہ گزارش ہو گی کہ اس قسم کا allegation نہ لگائیں۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔

سردار شہاب الدین خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! میں نے ایک تجویز دینی ہے۔

جناب سپیکر: آپ فرمائیں!

سردار شہاب الدین خان: مجھے بھی علم ہے کہ یہ ابھی ابھی منسٹر بنے ہیں۔

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور اور صحت (جناب خلیل طاہر سندھو): اس کے ساتھ ساتھ آپ کو یہ بھی علم ہونا چاہئے کہ اگر میں نیا نیا منسٹر بنا ہوں تو نئے نئے دورے بھی میں ہی کر رہا ہوں۔ میں نے بتایا ہے کہ میں اُدھر سے ہو کر آیا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ فرمائیں!

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! وزیر صاحب کو میری یہ تجویز تھی، میں تجویز دے رہا ہوں، مجھے بھی پتا ہے کہ یہ نئے نئے وزیر بنے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں full minister بنائے، ان کے پاس ایڈیشنل چارج نہ رہے۔ آخر میں یہ عرض کروں گا کہ آپ کی حکومت کا یہ بھی ایک اچھا اقدام ہے کہ لیڈی ہیلتھ ورکر کو آپ نے مستقل کر دیا ہے لیکن میری یہ گزارش ہو گی کہ ان کی proper training نہیں ہے اس لئے ان کو proper training دی جائے تاکہ ہمارے جنوبی پنجاب میں، لاہور میں تو ان کے ٹریننگ سنٹر موجود ہیں، جنوبی پنجاب میں ملتان کے مقام پر ان کی ٹریننگ کا ایک سنٹر بنایا جائے تاکہ ہمارے جنوبی پنجاب کی جو نرسیں یا ایل ایچ وی ہیں وہ وہاں سے ٹریننگ حاصل کر سکیں۔ وہی بات جو پہلے میں نے کہی کہ تبادلے بھی liking/disliking پر ہوتے ہیں۔ اس حکومت نے آتے ہی اس طریقے سے ہمارے ایک ڈسپنسر کا بھی تبادلہ کر دیا ہے، مجھے یہ کہتے ہوئے بھی شرم آتی ہے کہ آدمی گورنمنٹ میں آئے اور آتے ہی political victimization شروع ہو جائے۔ الیکشن کے oath

والے دن وہاں سے ایک اچھے ڈسپنسر کا تبادلہ کر دیا گیا جس پر وہاں کے تمام پیرا میڈیکل سٹاف نے ہڑتال بھی کی جس طرح آج ادھر clerical staff کی ہڑتال ہے اسی طریقے سے۔۔۔

جناب سپیکر: میرے پیارے بھائی! آپ مطالبہ زر نمبر 21016 پر آجائیں، اس پر کوئی بات کریں۔

سردار شہاب الدین خان: جناب والا! میں بھی وہی بات کر رہا ہوں کہ جب حکومتیں بنتی ہیں تو ہر حکومت کا ایک vision ہوتا ہے کہ وہ غریبوں کو، ریاست کے لوگوں کو صحت کی اچھی سہولیات فراہم کرے۔ یہ نہ ہو کہ ایک پیرا میڈیکل سٹاف کے ملازم کو، ایک ڈسپنسر کو political victimization کے تحت نکال دیا جائے اور اس پر ڈسٹرکٹ لیہ میں پورا میڈیکل سٹاف۔۔۔(شور وغل)

جناب سپیکر: .Order, order. Order in the House گپ شپ لگانی ہے تو لابی میں تشریف لے جائیں، مجھے اس پر اعتراض نہیں ہوگا۔ بڑی مہربانی، آپ مجھے ان کی بات سننے دیں۔ فرمائیں!

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! ایک ڈسپنسر جو ڈی ایچ کیو کروڑ لعل عیسن ڈسٹرکٹ لیہ میں ایک اچھا کام کر رہا تھا اسے political victimization سے ہٹا کر کہیں دور بھیج دیا گیا جس پر پورا میڈیکل سٹاف سات دن ہڑتال پر رہا ہے۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ جب تک ان محکموں میں political interference خصوصاً ایجوکیشن اور ہیلتھ میں ختم نہیں ہوگی تو اس وقت تک ہم بہتری کی توقع نہ رکھیں۔ اسی طریقے سے ایک بی ایچ یو ثمرا نشیب لیہ میں جو ایک کچے کے علاقے دریا کے اوپر Basic Health Unit ہے لیہ سٹی کے بہت ہی قریب ہے وہاں پر ڈاکٹر اور میڈیسن کچھ بھی نہیں ہے، 2010 کے سیلاب میں وہاں جو کچھ ہوا میں یہ کہوں گا کہ وہاں صحت کے حوالے سے کچھ نہیں ہوا اور میری جناب کے توسط سے یہ گزارش ہوگی کہ بی ایچ یو ثُمرا نشیب کو مہربانی کر کے proper طریقے سے functional کیا جائے۔ آخر میں پھر میں وزیر موصوف کی توجہ دلاؤں گا کہ مہربانی کر کے جنوبی پنجاب کے حوالے سے جو بھی بجٹ مختص ہوا ہے اس کو proper طریقے سے utilize کرنے کے لئے مہربانی کریں، وہاں پر visit بھی کریں اور وزیر خزانہ کو جو تجاویز میں نے دی ہیں ان پر عمل بھی کریں۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: آپ دونوں فیصلہ کر لیں۔ آپ دونوں میں سے ایک ہی بول سکیں گی۔

محترمہ راحیلہ انور: جی، میں بول رہی ہوں۔

جناب سپیکر: انہوں نے wind up بھی کرنا ہے اور ایک بجے تک ٹائم ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! ابھی تو miscellaneous بھی رہتا ہے۔

جناب سپیکر: ابھی miscellaneous بھی رہتا ہے، اس پر بھی آپ نے بات کرنی ہے۔ ایک بجے گلوٹین apply ہو جائے گی۔ جی، محترمہ!

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! پچھلے بجٹ میں ہیلتھ کے لئے 36.8 بلین روپے مختص کئے گئے اور revise کر کے 38.6 بلین روپے کر دیئے گئے۔ اب 45.9 بلین روپے مختص کئے گئے ہیں یعنی 7۔ارب روپے کا اضافہ ہوا ہے۔اگر ہیلتھ کارڈ کا اجرا ہوا ہے یا ہو رہا ہے تو کیا اس کے لئے علیحدہ سے رقم مختص کی گئی ہے؟ میرا تعلق جہلم سے ہے میں وہاں کے B.H.Us پر بات کرنا چاہوں گی جو میرا دُور دراز ایریا ہے جہاں پر انسان بھی بڑی مشکل سے جاتے ہیں کاش کہ میں آپ لوگوں کو وہاں لے جا سکتی۔ وہاں کے B.H.Us کی حالت یہ ہے کہ اوّل تو ہے ہی نہیں، اگر ہے بھی تو ڈاکٹر، ادویات کی سپلائی اور نہ ہی کسی قسم کی اور میڈیکل ایڈ ہے۔ مجھے بتائیے کہ وہاں کے لوگ کیا کریں؟ مجھے بتائیے کہ وہ کہاں جائیں؟ میں پھر سے کہتی ہوں wish کہ میں آپ لوگوں کو وہاں لے جا سکوں۔ مہربانی کر کے ڈاکٹروں کو incentive دیجئے، ان کی تنخواہیں بڑھائیے تاکہ وہ ایسے علاقوں میں جانے کے لئے تیار ہو جائیں۔ تحصیل دینہ جو کہ جہلم کی تحصیل ہے وہاں پر ابھی تک تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال نہیں بن سکا۔ میرا سوال ہے کہ یہ کب بنے گا اور ابھی تک کیوں نہیں بن سکا؟ تحصیل پنڈ دادن خان بھی جہلم کی تحصیل ہے جایئے اور وہاں کے تحصیل ہیڈ کوارٹر کی حالت زار دیکھئے کبھی دکھانے کے لئے ائرکنڈیشنڈ لگے تھے، آج ائرکنڈیشنڈ کام کرتے ہیں اور نہ کوئی medical facility ہے، ڈاکٹروں کو دیکھئے کہ وہ اپنا ٹائم ویسے spend کر رہے ہیں۔ مریض حکومتی ایم این ایز کی چٹ لے کر آتے ہیں، ایم پی ایز کی چٹ لے کر آتے ہیں تب اس ہسپتال میں ان کو accommodate کیا جاتا ہے۔ یہ ادارے politicize ہو چکے ہیں۔ آپ بھی اور ہم بھی تب کامیاب ہوں گے جب یہ چٹ سسٹم ختم ہو جائے گا۔

جناب سپیکر! لیڈی ہیلتھ ورکر اور مڈوائف گاؤں گاؤں، دیہات دیہات پھرتی ہیں ایک ایک گھر میں جاتی ہیں جب وہ عدالت میں گئیں تو بڑی مشکل سے ان کی بنیادی تنخواہ چار ہزار روپے ہوئی۔ کیا ان کی تنخواہ نہیں بڑھائی جائے گی؟ ان کی تنخواہ بڑھایئے تاکہ ان کو بھی یہ حوصلہ ہو ان کو بھی پتا چلے کہ ہم جس ملک کے لئے، جس قوم کے لئے در در پھر رہی ہیں، ان کے گھر کا تو آٹا اور راشن پورا نہیں ہوتا۔ عالمی سطح پر قوموں کی ترقی human development index سے ناپی جاتی ہے جس کے مطابق باقی

دنیا تو ایک طرف رہ گئی ہم تو انڈیا سے بھی پیچھے ہیں۔New borns کی شرح اموات دنیا میں ہمارے خطے میں سب سے زیادہ ہے جتنا پسماندہ پاکستان ہے I am sorry to say پنجاب میں اتنا پسماندہ میرا جہلم ہے۔یونین کونسل نکہ پنڈ دادن خان کی کونسلیں چوٹالہ، ٹوپہ کسی کو بھیجئے چیک کرائیے کہ وہاں کے B.H.Us کی کیا حالت ہے۔ ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال جو ایک شہر کے لئے ایک ضلع کے لئے نہایت اہم ہسپتال ہوتا ہے وہاں پر پانی کا مسئلہ ہے پانی وہ ہے جس پر ہم depend کرتے ہیں، ہم کسی ایسے پانی کی نہ distilled water کی بات کر رہے ہیں ان کے لئے تو پینے کے لئے گندہ پانی بھی نہیں ہے۔ کبھی موٹر جلی ہوئی ہے، کبھی ان کا بور بیٹھ جاتا ہے۔ ہم تو کہتے ہیں کہ بجٹ میں ڈبل اضافہ ہوتا لیکن کیا کریں جب implementation کو دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں کہ اس سے تو ہم ایسے ہی اچھے۔ایک اہم مسئلہ ہے کہ براہ مہربانی ینگ ڈاکٹروں کے لئے کچھ کیا جائے چونکہ ان کی روز ہڑتالیں ہیں،انہوں نے لوگوں کو مار کر رکھ دیا ہے۔اس میں مریضوں کا کیا قصور، جو ناچار وہاں جاتے ہیں،اس میں ان کا کیا قصور؟ لہذا استدعا ہے کہ ان کو accommodate کیا جائے تاکہ یہ problem بھی sort out ہو۔ مجھے پتا ہے کہ ٹائم بہت کم ہے اس لئے میں اسے wind up کروں گی۔ میری آپ سے آخری humble request ہے کہ زکوٰۃ فارم دیئے جاتے ہیں جو ہیلتھ کے مسئلے سے دوچار ہوتا ہے جو یہ بل afford نہیں کر سکتا ان کی صحت تو جاتی ہی ہے ان غریبوں کی تو عزت بھی جاتی ہے۔اس مسئلے کا کوئی حل کیجئے وہ زکوٰۃ فارم ڈھونڈتے رہتے ہیں اور ان کے لوگ مر جاتے ہیں۔کیا وہ زکوٰۃ فارم ہی لیتے رہیں گے یا ان کے جو مر جاتے ہیں ان پر کھڑے ہو کر روئیں گے۔ جہلم میں ہمارے ڈاکٹروں کی رہائش کا شدید مسئلہ ہے۔کتنا noble profession ہے لیکن ڈاکٹر رہائش پر لڑتے ہیں یہ وہ باتیں ہیں جو آپ کو note down کرنی چاہئیں۔اگر آپ نے اتنے پیسے رکھنے ہیں تو آپ کو ان چیزوں کو پورا کرنا پڑے گا۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! آخر میں میری پھر humble request ہے کہ یہ باتیں note down کرائیے گا اور ان پر implement بھی ہونا چاہئے۔ شکریہ

جناب سپیکر: اب پندرہ منٹ باقی رہ گئے ہیں اور انہوں نے بھی wind up کرنا ہے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! دو دو منٹ دے دیں۔

جناب سپیکر: دو منٹ سے زیادہ کسی کو نہیں ملیں گے، This I tell you

**جناب محمد عارف عباسی**: جناب سپیکر! تین تین منٹ دیں۔

**جناب سپیکر**: نہیں۔ میرے پاس اتنا ٹائم ہی نہیں ہے۔ وہ اسے کیسے مکمل کریں گے ؟

**جناب محمد عارف عباسی**: جناب سپیکر! ٹائم بڑھادیں۔

**جناب سپیکر**: نہیں بڑھایا جاسکتا۔ جی، محترمہ!

**محترمہ فائزہ احمد ملک**: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! میری چند گزارشات ہیں اس سے پہلے بھی میں نے بہت کوشش کی کہ میں بجٹ تقریر کے اندر مختصراً اپنی تجاویز کو شامل کرا سکوں۔ آج ایوان کے اندر کٹوتی کی یہ جو تحریکیں پیش ہو رہی ہیں شاید یہ اسی لئے پیش کی جا رہی ہیں کہ ہمارے اس صوبہ کے اندر اس وقت جو محکموں کی حالت ہے، جو اداروں کی حالت اسے بہتر کیا جا سکے۔ میں آپ کے توسط سے وزیر موصوف سے گزارش کروں گی کہ اگر این ایف سی کی طرز پر Provincial Finance Commission بنادیں تو پھر ہر شہر کے مسائل door step کے اُوپر فوری طور پر حل کئے جا سکیں گے۔ صوبے کے حالات آپ کے سامنے ہیں۔ پچھلے تین سالوں سے نرسیں اور ڈاکٹر سڑکوں پر احتجاج کر رہے ہیں جبکہ حکومت کی ہٹ دھرمی قائم رہی اور اس کے کان پر جُوں تک نہیں رینگی۔ ڈاکٹروں پر تشدد کیا گیا۔۔۔

**جناب سپیکر**: محترمہ! آپ کٹوتی کی تحریک پر بات کریں۔

**محترمہ فائزہ احمد ملک**: میں سمجھتی ہوں کہ ڈاکٹر اور نرسیں عوام کو relief دینے کے لئے ہیں اگر اُن کے اپنے مسائل حل نہیں ہوں گے تو پھر اس صوبے کے عوام کے مسائل کیسے حل ہوں گے ؟

**جناب سپیکر**: اللہ خیر کرے گا۔

**محترمہ فائزہ احمد ملک**: جناب سپیکر! پچھلے سال پی آئی سی کے لئے 75 کروڑ روپے مختص کئے گئے تھے جبکہ اس سال کم کر کے 67 کروڑ 50 لاکھ روپے کر دیئے گئے ہیں جو کہ انتہائی قابل افسوس عمل ہے۔ اسی طرح پچاس ٹیچنگ ہسپتالوں کی سی ٹی سکین مشینیں خراب پڑی ہیں۔ اس بجٹ میں ہیلتھ انشورنس کارڈ جاری کرنے کا اعلان کیا گیا ہے اس کا فائدہ عوام کو تب ہو گا جب ان ہسپتالوں کے اندر مفت ادویات مہیا کی جائیں گی۔ پہلے مریضوں کو پندرہ دن کی ادویات دی جاتی تھیں اب اسے کم کر کے تین دن کر دیا گیا ہے۔

**جناب سپیکر**: جی، بہت شکریہ۔ اب تشریف رکھیں۔ جناب محمد عارف عباسی صاحب!

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! میرا تعلق پنجاب کے سوتیلے ضلع راولپنڈی سے ہے۔ پچھلے پانچ سالوں میں ہمیں یہ محسوس ہوا ہے کہ سوتیلا پن کیا ہوتا ہے۔I wish کہ میرا تعلق بھی سنٹرل پنجاب کے کسی ضلع سے ہوتا۔

جناب سپیکر: محترم!آپ مہربانی کر کے کٹوتی کی تحریک پر آئیں۔آپ کی کٹوتی کی تحریک مطالبہ زر نمبرPC-21016 کے حوالے سے ہے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! پچھلے پانچ سالوں میں شعبہ صحت کے حوالے سے میرے ضلع پر جو مظالم ڈھائے گئے ہیں اُن کو سُننے کا تھوڑا سا حوصلہ پیدا کریں۔ کاش! یہاں پر اس وقت سیکرٹری صحت موجود ہوتے اور وہ بتاتے کہ پچھلے پانچ سالوں میں ضلع راولپنڈی کے ہسپتالوں میں کیا کچھ ہوا اور عوام کے ساتھ کیا بیتی؟ ضلع راولپنڈی کا مرکزی ہسپتال جس کا نام اب محترمہ بے نظیر بھٹو (شہید) ہسپتال ہے اس میں شاید یہ واحد اور انوکھا واقعہ ہوا ہے کہ نو مولود کو چوہے کھا گئے۔ ہمارے لئے اس سے زیادہ شرمندگی والی بات اور کیا ہو سکتی ہے؟ اس وقت راولپنڈی کے تین بڑے ہسپتالوں میں تمام X-Ray مشینیں خراب پڑی ہیں۔ان ہسپتالوں میں کسی قسم کا کوئی ٹیسٹ نہیں ہو رہا بلکہ مریضوں کو تمام ٹیسٹ اپنے خرچ پر پرائیویٹ لیبارٹریوں سے کرانے پڑتے ہیں۔ان ہسپتالوں میں صفائی کی حالت ایسی ہے کہ وہ ہسپتال جو کبھی شفا خانے ہوتے تھے اب موت کی انتظار گاہیں بن چکے ہیں۔ ہسپتال جائیں تو بدبو آتی ہے اور ایسا لگتا ہے کہ ہم کسی ایسی جگہ پر آ گئے ہیں جو کہ انسانوں کے لئے نہیں ہے۔ ایمبولینس کے نام پر سالانہ لاکھوں، کروڑوں روپے ضائع ہو رہے ہیں۔ یہ بات قابل غور ہے کہ راولپنڈی کے عوام کو کبھی بھی ایمبولینس کی سروس مہیا نہیں کی گئی یہاں تک کہ میت کے لئے بھی ایمبولینس مہیا نہیں کی جاتی۔ مریض کو ایک ہسپتال سے دوسرے ہسپتال میں shift کرنے کے لئے بھی پرائیویٹ ایمبولینس حاصل کرنی پڑتی ہے۔ یہ کروڑوں روپے جو ایمبولینس اور اس کی maintenance پر خرچ ہو رہے ہیں اس سے عوام کا کوئی تعلق نہیں کیونکہ ان کو تو یہ سہولت میسر ہی نہیں ہے۔ ہماری ایک اور بدقسمتی دیکھیں کہ مریضوں کو دو نمبر ادویات دی گئیں کیونکہ ہمارے ایک ایم این اے صاحب ادویات کی فیکٹریوں کے مالک تھے۔ ایل پی اور ادویات کی خریداری کے لئے جو contract دیئے جاتے رہے اس سے شرمناک contract شاید پہلے کبھی پاکستان کی تاریخ میں نہیں دیئے گئے ہوں گے۔

جناب سپیکر: دیکھیں، جو اس ایوان کے ممبر نہیں یا یہاں پر موجود نہیں ہیں ان کے بارے میں کوئی بات کرنے سے اجتناب کیا جائے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! میں صرف اتنا کہنا چاہ رہا ہوں کہ آپ اس چیز کو مدنظر رکھیں کہ جب ادویات کی خریداری کے contract دیئے جائیں تو وہ اتنے شفاف ہوں کہ ان پر کوئی انگلی نہ اُٹھا سکے۔

**MR SPEAKER:** Your time is over now.

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! میں آخری بات یہ کروں گا کہ ہسپتالوں میں جو کھانا دیا جا رہا ہے اور جو کنٹین کے contract دیئے جا رہے ہیں ان کی جانب بھی توجہ دی جائے۔ آپ لوگ تو شاید ان ہسپتالوں میں نہ جا سکیں یا نہ جانا چاہتے ہوں لیکن مجھ جیسے غریب آدمی کا تو دن رات ان ہسپتالوں سے واسطہ پڑتا ہے۔ وہاں پر کھانے کے نام پر ٹھیکیدار زہر سپلائی کرتا ہے۔ خدا کے لئے اس پر بھی کوئی نظر رکھیں۔

جناب سپیکر: اب مہربانی کر کے تشریف رکھیں۔ راجہ راشد حفیظ صاحب!

راجہ راشد حفیظ: جناب سپیکر! شعبہ صحت بہت اہم ہے اور آپ نے اس پر بات کرنے کے لئے مجھے صرف دو منٹ دیئے ہیں۔ آپ کے پاس یہ اختیار ہے کہ آپ اجلاس کو ایک گھنٹہ مزید بڑھا سکتے ہیں۔ کل آپ نے اجلاس تین بجے ختم کر دیا حالانکہ اس کو آپ پانچ بجے تک چلا سکتے تھے۔ پہلے تو میں یہ گزارش کروں گا کہ اس بحث کے لئے اجلاس کا وقت ایک گھنٹہ مزید بڑھایا جائے۔ شعبہ صحت کے لئے ہر سال بجٹ میں amount بڑھا دی جاتی ہے لیکن عوام کو اس طریقے سے سہولیات میسر نہیں ہوتیں۔ میرا تعلق اس شہر سے ہے کہ جہاں پر تین ٹیچنگ ہسپتال ہیں۔ تین ٹیچنگ ہسپتالوں کے ہوتے ہوئے راولپنڈی شہر کے لوگوں کو صحت کی بہت بہتر سہولیات میسر ہونی چاہئیں لیکن آج اس شہر کا نام ایفی ڈرین کی وجہ سے لیا جاتا ہے اور وہاں پر صحت کی سہولیات نہ ہونے کے برابر ہیں۔ آپ سمجھ سکتے ہیں کہ میرا اشارہ کس طرف ہے؟ آپ نے نام لینے سے منع کر دیا ہے اس لئے میں نام لینا مناسب نہیں سمجھتا۔ وہاں پر غریب شخص کو اس سے کوئی غرض نہیں کہ آپ نے بجٹ کتنا بڑھایا ہے، اس کو غرض صرف اس بات سے ہے کہ جب وہ سرکاری ہسپتال میں جاتا ہے تو اسے وقت پر علاج اور ادویات ملتی ہیں یا نہیں۔ میری یہ گزارش ہے کہ نئے projects شروع کرنے کی بجائے پرانے projects کو مکمل کیا جائے اور جو پہلے سے سہولیات میسر ہیں ان کو ensure کیا جائے تاکہ وہاں پر بہتر طریقے سے غریب عوام کی خدمت اور علاج ہو سکے۔

جناب سپیکر! پچھلے دور حکومت میں راولپنڈی شہر کے ہولی فیملی ہسپتال میں خاکروب بھرتی کئے گئے لیکن ان کی ڈیوٹی کہیں اور لگائی گئی۔ یہ تمام بھرتیاں پیسے لے کر کی گئیں۔ اس کے علاوہ وہاں پر بے شمار دوسری بے ضابطگیاں بھی موجود ہیں۔۔۔

**جناب ذوالفقار غوری:** پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں معزز ممبر کے ایک لفظ کی تصحیح کرنا چاہتا ہوں۔ انہوں نے اپنی تقریر میں خاکروب کا لفظ استعمال کیا ہے میں کہتا ہوں کہ ان کو سینٹری ورکر کہنا چاہئے۔

**جناب سپیکر:** راجہ صاحب! آپ خاکروب کی بجائے سینٹری ورکر کہیں۔

**راجہ راشد حفیظ:** جناب سپیکر! وہاں پر جو سینٹری ورکر بھرتی کئے گئے ہیں ان کی کلرک یا کسی اور جگہ پر ڈیوٹی لگائی گئی ہے۔ وہاں پر بے شمار لوگ اپنی proper جگہ پر کام نہیں کر رہے۔ پچھلے دنوں ہولی فیملی ہسپتال میں پارکنگ فیس کا ایک ٹھیکہ دیا گیا اور اس جولائی سے وہ ٹھیکیدار فی گھنٹہ کے حساب سے چارج کرے گا۔ پورے پاکستان کے کسی بھی ہسپتال میں فی گھنٹہ کے حساب سے کار پارکنگ فیس نہیں لی جا رہی۔ اب وہاں پر ایک گھنٹہ کے دس روپے اور دو گھنٹوں کے بیس روپے لئے جائیں گے۔ میں کہتا ہوں کہ وہاں پر جو علاج کرانے آتا ہے وہ تفریح کے لئے نہیں آتا۔ ہسپتال کوئی تفریحی مقام نہیں ہے لہذا اگر واقعی ایسا ہے تو اس زیادتی کو ختم کیا جانا چاہئے۔

جناب سپیکر! چونکہ وقت بہت کم ہے اس لئے میں آخر میں صرف یہ گزارش کروں گا کہ اگر ہم سرکاری ہسپتالوں میں لوگوں کو بہتر علاج معالجہ کی سہولتیں دے دیں تو میں نہیں سمجھتا کہ کسی حوالے سے بھی پرائیویٹ ہسپتال survive کر سکتے ہیں۔ جب سرکاری ہسپتال میں بہتر طریقے سے علاج نہیں کیا جاتا تو پھر ہی ہم پرائیویٹ ہسپتال کا رُخ کرتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ میں ڈاکٹروں کے حوالے سے یہ بات کرنا چاہوں گا کہ good governance کی آڑ میں اپنے مخالف ڈاکٹروں کو ہٹانے کے لئے وزیراعلیٰ صاحب مختلف اوقات میں چھاپے مارتے ہیں اور ڈیوٹی پر لیٹ پہنچنے کی وجہ سے ان کو suspend کر دیا جاتا ہے۔ وزیراعلیٰ صاحب اس ایوان کے ممبر اور قائد ایوان ہیں لیکن وہ خود یہاں پر موجود نہیں ہوتے۔ وہ خود اس بات پر عملدرآمد نہیں کر رہے تو پھر سرکاری دفاتر میں وہ کس طرح اس پر implementation کروا سکتے ہیں؟ میں خاص طور پر یہ گزارش کروں گا کہ good governance کا نعرہ ختم کرنا چاہئے۔ وزیراعلیٰ کا کام اشتہاری مہم چلانا نہیں ہے۔ وزیراعلیٰ کا کام ڈینگی مچھر مارنا نہیں ہے۔ ڈینگی مچھر مار کر کہا جائے کہ وزیراعلیٰ نے بہت بڑا کارنامہ انجام دے دیا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی، آپ تشریف رکھیں۔ آپ کا وقت ختم ہوا۔ جی، وزیر صحت!

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور اور صحت (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! points کافی زیادہ ہیں تو میں categorically ساری باتوں کا جواب دوں گا۔

اکثر دھوکا دے جاندے نیں شکلوں ویکھے جاچے لوگ
تے سانوں آکے راہواں دسن اپنے گھروں گواچے لوگ
(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! یہاں پر لیڈی ہیلتھ وزیٹرز کی بات کی گئی اور میں سمجھتا ہوں کہ [**] سے بہت ساری باتوں کو exaggerate کیا گیا کہ میں خود سوچ میں پڑ گیا کہ ان کی کس قسم کی معلومات ہیں۔ لیڈی ہیلتھ وزیٹرز کو گریڈ-5 میں مستقل کیا گیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ اُن کی تنخواہ پانچ ہزار روپے ہے جبکہ اُن کی تنخواہ دس ہزار روپے سے زیادہ ہے۔

جناب سپیکر! یہاں پر راولپنڈی کے ہسپتال کی بات کی گئی ہے۔ انہوں نے کہا کہ اُس ہسپتال کے لئے کوئی پیسا نہیں رکھا گیا اور یہ ہو گیا، وہ ہو گیا۔ اگر یہ بجٹ کی ساری کتابوں کو پڑھیں تو اُن میں یہ دیکھیں گے کہ راولپنڈی کے ہسپتالوں کے لئے 3۔ ارب 15 کروڑ 90 لاکھ 59 ہزار روپے مختص کئے گئے ہیں---

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! وزیر موصوف نے حزبِ اختلاف کے لئے [**] جو الفاظ استعمال کئے ہیں تو یہ الفاظ غیر پارلیمانی ہیں۔ آپ کارروائی سے حذف کرائیں اور وزیر موصوف سے کہیں کہ وہ الفاظ کا استعمال ذرا دھیان سے کریں۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ جو الفاظ آپ کو پسند نہیں آتا ہم اُس کو درست کرتے ہیں۔ جی، وزیر صحت!

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور اور صحت (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! یہاں پر Burn Centre Jinnah Hospital کی بات کی گئی۔ اُس کے حوالہ سے میں اپنے معزز ممبران حزبِ اختلاف کو بتانا چاہتا ہوں کہ اُس کے لئے حکومتِ پنجاب نے اپنا share پہلے بھی دیا اور اب بھی اس پراجیکٹ کے لئے 11 ملین روپے کی رقم مختص کی گئی ہے۔ سمن آباد ہسپتال کی کل لاگت 176.465 ملین روپے ہے۔ جون 2013 تک اس پر 30 ملین روپے خرچ کئے جا چکے ہیں۔ 14-2013 میں اس

پراجیکٹ کے لئے 50.465 ملین روپے مختص کر دیئے گئے ہیں۔اسی طرح 15-2014 کے لئے 50 ملین روپے اور 16-2015 میں 46 ملین روپے مختص کئے جائیں گے۔

**میاں محمد اسلم اقبال:** جناب سپیکر! وزیر موصوف اپنی figure ٹھیک کر لیں، بجٹ کی ان کتابوں کے اندر انہوں نے اس ہسپتال کے لئے 39 ملین روپے رکھے ہیں۔

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

**وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور اور صحت (جناب خلیل طاہر سندھو):** جناب سپیکر! میں ان کو year wise بتا رہا ہوں۔ میری معلومات کے مطابق میرے بھائی پہلے خود بھی منسٹر رہے ہیں اُس وقت یہ شاید پاکستان مسلم لیگ (ق) میں تھے اور پتا نہیں اب یہ شاید پاکستان تحریک انصاف میں ہیں تو میرے خیال میں انہوں نے اس کو شاید اچھی طرح سے پڑھا نہیں ہے۔

**جناب سپیکر:** وزیر صاحب! آپ نے معزز ممبران حزبِ اختلاف کی تقاریر کے جو notes لئے ہیں اُن کا جواب دینا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

**وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور اور صحت (جناب خلیل طاہر سندھو):** جناب سپیکر! 14-2013 کے سالانہ ترقیاتی بجٹ میں a policy of strategic planning unit کا قیام عمل میں لایا جا رہا ہے جس کا بنیادی مقصد ہی تحقیق کے ذریعے ہیلتھ سسٹم میں خامیوں کو دُور کرنا ہے۔ یہاں پر معزز ممبر نے utilization کی بات کی اور اُن کو پتا ہے کہ پچھلے تین ماہ جو interim government کا period تھا اُس میں الیکشن کمیشن کی طرف سے بجٹ کی blockage تھی جس وجہ سے یہ کہہ رہے ہیں کہ 55 فیصد بجٹ استعمال ہوا لیکن اب یہ 62 فیصد سے زیادہ بڑھ چکا ہے۔

جناب سپیکر! میو ہسپتال سرجیکل ٹاور کے حوالہ سے یہاں پر بات کی گئی تو اُس پر کام جاری ہے اور اس مقصد کے لئے محکمہ میں جلد ہی ایک review کیا جا رہا ہے اور اس کو بہت جلد مکمل کر لیا جائے گا۔ سرگودھا ہسپتال کے حوالہ سے بات کی گئی کہ وہاں پر dialysis machines کام نہیں کر رہیں، یہ بات بالکل بے بنیاد ہے۔ وہاں پر dialysis machines کام کر رہی ہیں اور وہ بالکل ٹھیک ہیں۔ وزیر آباد کارڈیالوجی ہسپتال اور بہاولپور وکٹوریہ ہسپتال کے لئے بھی ہمارے خادمِ اعلیٰ نے احکامات

جاری کر دیئے ہیں اور وہاں کے زیر تعمیر وارڈز بہت جلد پایۂ تکمیل تک پہنچ جائیں گے۔یہاں پر میڈیکل افسران کے حوالہ سے بات کی گئی کہ اُن کو بنیادی ہیلتھ یونٹوں پر تعینات کیا جائے تو پنجاب پبلک سروس کمیشن سے نئے آنے والے میڈیکل افسران کو ترجیحی بنیادوں پر بنیادی مراکزِ صحت پر تعینات کیا جائے گا۔یہاں پر کہا گیا کہ ایمرجنسی میں مفت دوائیاں نہیں ملتیں تو گزارش ہے کہ ادویات کے لئے جو 7۔ارب 53کروڑ 17لاکھ 95ہزار روپے مختص کئے ہیں ان سے ایمرجنسی اور in door میں داخل مریضوں کو بھی مفت ادویات مہیا کی جارہی ہیں۔

جناب سپیکر!یہ اعزاز بھی ہماری موجودہ حکومت کو ہی جاتا ہے کہ فیصل آباد انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی اور ملتان انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی کو بھی ہمارے ہی پچھلے دورِ حکومت میں operational کیا گیا۔اسی طرح راولپنڈی میں ایک نئے انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی کا قیام عمل میں لایا گیا ہے اور اس سال اس مقصد کے لئے ایک ارب 66کروڑ 83ہزار روپے تنخواہوں، یوٹیلیٹیز اور ادویات وغیرہ کے لئے رکھے گئے ہیں۔ورلڈ بنک کے تعاون سے ایک منصوبہ تیار کیا جارہا ہے جس کے تحت monitoring کا ایک منظم سسٹم متعارف کرایا جائے گا اور 200 ملین روپے کی لاگت سے RMMCH کا منصوبہ شروع کیا جارہا ہے جس کے تحت بنیادی ہیلتھ یونٹ کی سطح پر صحت کی سہولیات کو بہتر انداز میں فراہم کرنے کا پروگرام زیر غور ہے۔چونکہ انہوں نے ہر بات categorically کی ہے اور میں بھی اُسی حوالے سے جواب دینا چاہتا ہوں۔یہاں پر میں ایک بہت قابل ذکر بات کرنا چاہتا ہوں کہ 2010 کے سیلاب کے دوران خادمِ اعلیٰ پنجاب اور اُن کی ٹیم ہمہ تن مصروف رہی اور اُس کے بعد بہت جلد ہی ہمارے برادر ملک تُرکی کے تعاون سے مظفر گڑھ میں چالیس beds کا ہسپتال قائم کر دیا گیا ہے اور 134 اسامیاں بھی تخلیق کر دی گئی ہیں اور وہ ہسپتال مکمل ہو چکا ہے۔میں نے سیکرٹری صحت کے ساتھ ایک ہفتہ پہلے خود وہاں جا کر اُس ہسپتال کا دورہ کیا ہے۔یہاں پر ڈی جی خان کے میڈیکل کالج کے حوالہ سے بات کی گئی کہ وہ کالج بند ہے حالانکہ وہ میڈیکل کالج operational ہے اور وہاں پر بہت اچھے طریقہ سے کام چل رہا ہے تو یہ بات بالکل baseless ہے۔معزز ممبران حزبِ اختلاف نے B.H.Us and R.H.Cs کے انتظامی معاملات کے متعلق گفتگو کی تو یہاں پر ہم ایک تو پرائمری ہیلتھ کیئر یونٹ کا پروگرام اور اس میں جتنی reforms آرہی ہیں وہ کر رہے ہیں۔اس کے علاوہ یہاں پر خاص طور پر یہ کہا گیا کہ اتھارٹیز قائم کی جائیں تو اس بجٹ میں بھی اور ہماری پہلی کیبنٹ میٹنگ میں بھی یہی منظور ہوا ہے کہ ہر ضلع میں ڈسٹرکٹ

ہیلتھ اتھارٹیز قائم کی جائیں گی تاکہ مقامی سطح پر اگر کوئی grievance ہے تو وہاں پر ہی redress ہو سکے اور وہاں کے انتظامی اور مالی معاملات کو بہتر طریقہ سے چلایا جا سکے۔

جناب سپیکر! 14-2013 کے دوران 9۔ارب 23 کروڑ 10 لاکھ روپے جنوبی پنجاب کے لئے مختص کئے گئے ہیں۔ ملتان میں قائم انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی میں امسال 14-2013 کے لئے 75 کروڑ 61 لاکھ 36 ہزار روپے فراہم کر دیئے گئے ہیں جبکہ نظر ثانی شدہ بجٹ برائے سال 13-2012 میں 60 کروڑ 9 لاکھ 86 ہزار روپے فراہم کئے گئے تھے اس طرح امسال تقریباً 15 کروڑ روپے زیادہ رقم فراہم کی گئی ہے۔ مزید برآں اس کا نام تبدیل نہ کیا گیا ہے۔ میں میڈیکل کالج ڈیرہ غازی خان کے بارے میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ اس میں کلاسوں کا اجراء ہو چکا ہے اور وہ کالج کام کر رہا ہے۔

جناب سپیکر! یہاں پر تبادلوں کی بات کی گئی ہے تو کوئی ایک تبادلہ بھی سیاسی بنیادوں پر کیا گیا ہے، کوئی ایسی بات ہے اور نہ ہی کبھی یہ ہو سکتا ہے۔ ہماری پچھلے پانچ سال کی جو حکومت تھی، شاید وہی سوچ، vision اور approach جیتی ہے کہ کسی کا سیاسی مداخلت پر تبادلہ کیا گیا اور نہ ہی کسی کو سزا دی گئی۔ اگر انتظامی معاملات میں تبادلے ہوتے ہیں تو وہ ایک پالیسی ہے اس کے مطابق ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر! یہاں اور بہت سی باتیں بھی کی گئی ہیں لیکن جب یہ بات کی گئی کہ جنوبی پنجاب کا دورہ نہیں کیا جا رہا تو میں نے پہلے بھی فرمایا ہے کہ مظفر گڑھ، ملتان۔۔۔

**جناب سپیکر:** آپ نے فرمایا نہیں بلکہ کہا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

**وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور اور صحت (جناب خلیل طاہر سندھو):** جناب سپیکر! thank you میں نے کہا ہے۔

جناب سپیکر! ٹراما سنٹر فتح پور کو ختم نہیں کیا گیا بلکہ تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال کی اضافی سہولت مہیا کی گئی ہے۔ اس کے علاوہ ہیپاٹائٹس کے لئے انہوں نے کہا ہے تو اس کے لئے بھی ایک خطیر رقم 50 ملین کی ہیپاٹائٹس کنٹرول پروگرام کے لئے رکھی گئی ہے۔ یہ ساری باتیں ہیں جو ہم عملی طور پر کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر! اپوزیشن نے یہاں پر جو کٹوتی کی تحریک پیش کی ہے کہ صحت کے بجٹ کو کم کر کے ایک روپیہ کر دیا جائے۔۔۔

**جناب سپیکر:** انہوں نے شاید راولپنڈی میں ambulance کی بات کی تھی۔

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور اور صحت(جناب خلیل طاہر سندھو):جناب سپیکر!وہاں پر ambulances بھی ہیں۔اس کے علاوہ انہوں نے چوہے والے کیس کے حوالے سے بھی بات کی تھی وہ بھی ختم کر دیا گیا ہے۔۔۔

جناب سپیکر:اس بارے میں تو آپ انکوائری کرائیں گے؟

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور اور صحت(جناب خلیل طاہر سندھو):جناب سپیکر!اس میں جو بھی ذمہ دار عناصر تھے ان کے تبادلے بھی کئے گئے ہیں اور ان کو سزا بھی دی گئی ہے۔

جناب سپیکر!حکومت پنجاب نے صوبائی سطح پر صحت کی سہولیات کی فراہمی کے لئے مالی سال2013-14 کے لئے جاری current expenditures کی مد میں 45۔ارب99کروڑ86لاکھ 61ہزار روپے مختص کئے ہیں جو کہ مالی سال2012-13 کے ابتدائی تخمینہ جات 36۔ارب80کروڑ 70لاکھ45ہزار روپے کے مقابلے میں 9۔ارب 16کروڑ16لاکھ20ہزار روپے زیادہ ہیں۔اس طرح موجودہ مالی سال کا بجٹ پچھلے مالی سال کے نظر ثانی شدہ بجٹ 38۔ارب67کروڑ22لاکھ60 ہزار کے مقابلے میں7۔ارب32کروڑ64لاکھ ایک ہزار روپے زیادہ ہے۔اسی طرح اس سال کا بجٹ پچھلے سال کے ابتدائی تخمینہ جات سے25فیصد اور نظر ثانی شدہ بجٹ کے مطابق19فیصد زیادہ ہے اور یہ اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ موجودہ حکومت صحت کے شعبہ میں جاری غریب پرور اقدامات کو کتنی اہمیت دیتی ہے۔

جناب سپیکر!گرانٹ نمبر PC-21016 صوبائی سطح کے بڑے ہسپتالوں،تدریسی ہسپتال، ذہنی امراض سے متعلق ادارے،انتقال خون سروسز کے ادارے،گیارہ پبلک ہیلتھ نرسنگ سکول اور کنگ ایڈورڈ میڈیکل یونیورسٹی جیسے اہم ادارے عوامی سطح پر صحت کی سہولت کی فراہمی میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔اس کے ساتھ ساتھ غیر سرکاری تنظیموں مثلاً شالامار،گلاب دیوی اور تنخواہوں کی مد میں رکھی گئی رقم26۔ارب روپے سے زیادہ ہے۔ضروری اور متفرق اخراجات کے لئے12۔ارب33کروڑ روپے کی رقم رکھی گئی ہے۔غیر سرکاری تنظیموں کے لئے گرانٹ21کروڑ روپے رکھی گئی ہے۔مفت علاج کی سہولیات کے لئے مالی سال2013-14 میں7۔ارب53کروڑ17لاکھ95ہزار روپے کی رقم مختص کی گئی ہے۔ وظیفہ جات برائے ہاؤس آفیسرز اور پوسٹ گریجویٹ تربیتی ڈاکٹروں کے لئے 3۔ارب2کروڑ21لاکھ ایک ہزار روپے رکھے گئے ہیں۔ان تخمینہ جات کی تفصیل میں2008-09

میں خادم اعلیٰ پنجاب کے غریب پرور اقدامات کے تحت ایک ارب 99 کروڑ 40 لاکھ روپے کی خطیر رقم برائے تنصیب ائر کنڈیشن اور 191 جنریٹرز فراہم کی گئی تھی۔

جناب سپیکر! میں نے جس طرح بتایا ہے کہ ایک خطیر رقم صحت کی بنیادی سہولیات کے لئے رکھی گئی ہے۔ ہماری حکومت کے گزشتہ پانچ سال گواہ ہیں کہ ہم نے نہ صرف دوسرے شعبوں میں بلکہ صحت میں بھی بے پناہ کام کیا ہے اور ہم نے طبی خدمات سے منسلک عملہ جن میں ڈاکٹر، نرسیں اور پیرا میڈیکل سٹاف شامل ہیں ان کی تنخواہ اور مراعات میں ریکارڈ اضافہ کیا ہے۔ علاوہ ازیں ہیلتھ انشورنس سکیم بھی جاری ہے۔ ان تفصیلات کی روشنی میں میری ایوان سے گزارش ہے کہ اپوزیشن کی جانب سے پیش کردہ کٹوتی کی تحریک کو مسترد کیا جائے۔

جناب سپیکر: شاباش۔

(اذانِ ظہر)

اب سوال یہ ہے کہ:

"45۔ارب 99 کروڑ 86 لاکھ 61 ہزار روپے کی کل رقم بسلسلہ مطالبہ زر نمبر PC-21016 صحت کم کرکے ایک روپیہ کر دیا جائے۔"

(تحریک نامنظور ہوئی)

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 45۔ارب 99 کروڑ 86 لاکھ 61 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2014 کو ختم ہونے والے مالی سال 14-2013 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد خدمات "صحت" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: اب باقی ماندہ تمام مطالباتِ زر پر guillotine apply ہو چکی ہے۔

**مطالبہ زر نمبرPC-21001**

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو66لاکھ3ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2014 کو ختم ہونے والے مالی سال 2013-14 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "افیون" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

**مطالبہ زر نمبرPC-21002**

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 3۔ارب 52کروڑ 24لاکھ 82ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2014 کو ختم ہونے والے مالی سال2013-14 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "مالیہ اراضی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

**مطالبہ زر نمبرPC-21003**

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو6کروڑ15لاکھ54ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2014 کو ختم ہونے والے مالی سال 2013-14 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "صوبائی آبکاری" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

**مطالبہ زر نمبرPC-21004**

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو23کروڑ4لاکھ49ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2014 کو ختم ہونے والے مالی سال 2013-14 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "اسٹامپ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

## مطالبہ زر نمبر PC-21005

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 2۔ارب 7کروڑ 74لاکھ 66ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2014 کو ختم ہونے والے مالی سال2013-14 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "جنگلات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

## مطالبہ زر نمبر PC-21006

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو5کروڑ77لاکھ93ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2014 کو ختم ہونے والے مالی سال 2013-14 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "رجسٹریشن" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

**مطالبہ زر نمبر PC-21007**

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 11کروڑ4لاکھ 79ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2014 کو ختم ہونے والے مالی سال 2013-14 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "اخراجات برائے قوانین موٹر گاڑیاں" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

**مطالبہ زر نمبر PC-21008**

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 42کروڑ 97لاکھ 75ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2014 کو ختم ہونے والے مالی سال 2013-14 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "دیگر ٹیکس و محصولات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

**مطالبہ زر نمبر PC-21009**

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 11۔ارب 34کروڑ 60لاکھ 28ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2014 کو ختم ہونے والے مالی سال 2013-14 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "آبپاشی و بحالی اراضی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

**مطالبہ زر نمبرPC-21010**

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو14۔ارب73کروڑ74لاکھ88ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2014 کو ختم ہونے والے مالی سال14-2013 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "انتظام عمومی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

**مطالبہ زر نمبرPC-21011**

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 8۔ارب 17کروڑ 2لاکھ 45ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2014 کو ختم ہونے والے مالی سال14-2013 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "نظام عدل" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

میرے خیال میں آپ کو بھی "ہاں" کہہ دینی چاہئے کیونکہ یہ کوئی ایسا کام نہیں ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! اِدھر سے بڑی توانا آواز آتی ہے لیکن آپ کی سماعت اِدھر توجہ ہی نہیں دیتی۔

جناب سپیکر: توجہ دونوں sides کی طرف ہے۔

(مطالبہ زر منظور ہوا)

**مطالبہ زر نمبرPC-21012**

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 5۔ارب 74 کروڑ 67 لاکھ 94 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2014 کو ختم ہونے والے مالی سال 14-2013 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "اخراجات برائے جیل خانہ جات و سزا یافتگان کی بستیاں" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

## مطالبہ زر نمبر PC-21014

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 8 کروڑ 62 لاکھ 28 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2014 کو ختم ہونے والے مالی سال 14-2013 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "عجائب خانہ جات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

## مطالبہ زر نمبر PC-21017

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 3۔ارب 20 کروڑ 59 لاکھ 46 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2014 کو ختم ہونے والے مالی سال 14-2013 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "صحت عامہ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

**مطالبہ زر نمبر PC-21018**

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 6۔ ارب 23 کروڑ 83 لاکھ 89 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2014 کو ختم ہونے والے مالی سال 14-2013 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ "مد زراعت" برداشت کرنے پڑیں گے"۔

(مطالبہ زر منظور ہوا)

**مطالبہ زر نمبر PC-21019**

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 46 کروڑ 86 لاکھ 32 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2014 کو ختم ہونے والے مالی سال 14-2013 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ماہی پروری" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

**مطالبہ زر نمبر PC-21020**

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 3۔ ارب 14 کروڑ 80 لاکھ 13 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2014 کو ختم ہونے والے مالی سال 14-2013 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ویٹرنری" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

**مطالبہ زر نمبر PC-21021**

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو15کروڑ60 لاکھ 13 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2014 کو ختم ہونے والے مالی سال2013-14 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "امداد باہمی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

**مطالبہ زر نمبر PC-21022**

جناب سپیکر: معزز ممبران آپ "ہاں" اور "ناں" کی آواز پر دھیان کریں اور اس کا خیال کریں۔آپ کی بڑی مہربانی۔اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو5۔ارب 86 کروڑ51 لاکھ 64 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2014 کو ختم ہونے والے مالی سال2013-14 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "صنعتیں" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

**مطالبہ زر نمبر PC-21023**

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو ایک ارب 89 کروڑ58 لاکھ 73 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2014 کو ختم ہونے والے مالی سال2013-14 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات

کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "متفرق محکمہ جات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

## مطالبہ زر نمبر PC-21024

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 3۔ارب 32 کروڑ 39 لاکھ 49 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2014 کو ختم ہونے والے مالی سال 14-2013 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سول ورکس" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

## مطالبہ زر نمبر PC-21025

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 3۔ارب 45 کروڑ 11 لاکھ 37 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2014 کو ختم ہونے والے مالی سال 14-2013 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "مواصلات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

## مطالبہ زر نمبر PC-21026

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 30 کروڑ 68 لاکھ 13 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2014 کو ختم ہونے والے مالی سال 14-2013 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا

دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"محکمہ ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

## مطالبہ زر نمبر PC-21027

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو5کروڑ74لاکھ57ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2014کو ختم ہونے والے مالی سال14-2013 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"ریلیف" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

## مطالبہ زر نمبر PC-21028

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو74۔ارب93کروڑ52لاکھ53ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2014کو ختم ہونے والے مالی سال14-2013 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"پنشن" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! کبھی ہماری "ناں" بھی مان لیا کریں۔

جناب سپیکر: جو ماننے والی بات ہو وہ مان بھی لینی چاہئے اور میں کبھی کبھار مان لیتا ہوں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! آپ دائیں طرف والوں کی بات زیادہ مانتے ہیں اور بائیں طرف والوں کی نہیں مانتے۔

جناب سپیکر: یہ گلہ آپ مجھ سے نہیں کر پائیں گے۔ میرے بھائی! میں ایسے گلے لیتا نہیں ہوں اور آپ کو ان باتوں کا پتا ہونا چاہئے۔ میں نے ایپکا کے نمائندوں کے ساتھ بات کرنے کے لئے تین منسٹر صاحبان کو باہر بھیجا تھا پتا نہیں وہ اس کے بعد آئے ہیں یا نہیں؟

رانا محمد ارشد: جناب سپیکر! ابھی ان کے ساتھ مذاکرات چل رہے ہیں۔

جناب سپیکر: چلیں، یہ تو بہت اچھی بات ہے۔

## مطالبہ زر نمبر PC-21029

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 18 کروڑ، 5 لاکھ، 61 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2014 کو ختم ہونے والے مالی سال 14-2013 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سٹیشنری اینڈ پرنٹنگ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

## مطالبہ زر نمبر PC-21030

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

(اس مرحلہ پر وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کے ایوان میں تشریف لانے پر معزز ممبران حزب اقتدار کی جانب سے "دیکھو دیکھو کون آیا شیر آیا شیر آیا" اور "اک واری فیر۔ شیر" کی نعرہ بازی)

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! میں بعد میں آپ کو پوائنٹ آف آرڈر دیتا ہوں پہلے یہ مطالبہ زر پیش ہونے دیں کیونکہ اب میں سوال put کر چکا ہوں لہذا اب پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا۔

"ایک رقم جو 36۔ ارب روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2014 کو ختم ہونے والے مالی سال 14-2013

کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سبسڈیز" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

جناب سپیکر: جی، میاں صاحب!

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میری گزارش یہ تھی کہ۔۔۔

جناب سپیکر: میری بھی گزارش ہو گی اور پنجابی کی مثال ہے کہ "سُر وِچ وگیا جے" میں آپ کا شکر گزار ہوں گا۔ جی، فرمائیں!

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ ایوان کے rules اس بات کی اجازت نہیں دیتے خواہ قائد ایوان ہو یا کوئی بھی شخص ہو جب وہ ایوان میں آئے تو یہاں نعرہ بازی کی جائے۔ شیر آیا، شیر آیا اس طرح کے نعرے لگانا ٹھیک نہیں ہے کیونکہ وزیر اعلیٰ پنجاب کوئی شیر نہیں ہیں بلکہ وہ بہت اچھی قسم کے انسان ہیں۔ یہ انہیں بار بار جانور سے تشبیہہ نہ دیں۔ (شور وغل)

جناب سپیکر: مہربانی، بڑی مہربانی۔ بس ٹھیک ہے، آپ تشریف رکھیں۔ آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔ کارروائی چلنے دیں۔

## مطالبہ زر نمبر PC-21031

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 2۔ کھرب، 48۔ ارب، 76 کروڑ، 26 لاکھ، 88 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2014 کو ختم ہونے والے مالی سال 14-2013 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "متفرقات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

## مطالبہ زر نمبر PC-21032

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو5 کروڑ، 76 لاکھ، 11 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔ جون2014 کو ختم ہونے والے مالی سال14-2013 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "شہری دفاع" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

## مطالبہ زر نمبر PC-13033

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو ایک کھرب، 26۔ ارب، 55 کروڑ، 30 لاکھ، 69 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2014 کو ختم ہونے والے مالی سال 14-2013 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "غلے اور چینی کی سرکاری تجارت" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

## مطالبہ زر نمبر PC-13034

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو3 کروڑ، 25 لاکھ، 75 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔ جون2014 کو ختم ہونے والے مالی سال14-2013 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "میڈیکل سٹورز اور کوئلے کی سرکاری تجارت" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

## مطالبہ زر نمبر PC-13035

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو10 کروڑ روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔ جون 2014 کو ختم ہونے والے مالی سال 14-2013 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "قرضہ جات برائے سرکاری ملازمین "برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

## مطالبہ زر نمبر PC-13050

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 8۔ارب 14 کروڑ 75 لاکھ 92 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔ جون2014 کو ختم ہونے والے مالی سال14-2013 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سرمایہ کاری" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

## مطالبہ زر نمبر PC-22036

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

ایک رقم جو ایک کھرب 70۔ارب 70 کروڑ 56 لاکھ 37 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔ جون 2014 کو ختم ہونے والے مالی سال14-2013 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ترقیات" برداشت کرنے پڑیں گے۔

(مطالبہ زر منظور ہوا)

## مطالبہ زر نمبر PC-12037

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو34۔ارب97کروڑ65لاکھ روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2014کو ختم ہونے والے مالی سال2013-14کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "تعمیرات آبپاشی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

## مطالبہ زر نمبر PC-12038

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو18کروڑ11لاکھ40ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2014کو ختم ہونے والے مالی سال2013-14کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "زرعی ترقی و تحقیق" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

## مطالبہ زر نمبر PC-12040

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو50کروڑ روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2014کو ختم ہونے والے مالی سال2013-14 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ٹاؤن ڈویلپمنٹ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

## مطالبہ زر نمبر PC-12041

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو32۔ارب99کروڑ10لاکھ روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2014کو ختم ہونے والے مالی سال14-2013کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "شاہرات وپل" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

(شوروغل)

## مطالبہ زر نمبرPC-12042

جناب سپیکر: یہ back benchers صاحبان! آپ باتیں کم کریں۔ مہربانی کریں، سنیں، یہ ضروری بات چل رہی ہے۔ آپ کی مہربانی، لابی بھی موجود ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو50۔ارب64کروڑ57لاکھ23ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2014کو ختم ہونے والے مالی سال14-2013کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سرکاری عمارات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

## مطالبہ زر نمبرPC-12043

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

" ایک رقم جو10۔ارب53کروڑ3لاکھ48ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2014کو ختم ہونے والے مالی سال14-2013کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "میونسپلیٹیز/ خود مختار ادارہ جات" وغیرہ برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

(نعرہ ہائے تحسین)

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، Leader of the House فرمائیے گا۔

## وزیر اعلیٰ کا خطاب

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف): شکریہ۔ جناب سپیکر! میں اس بڑے اہم موقع پر جبکہ اس معزز ایوان نے صوبہ پنجاب کے بجٹ کو consider کیا اور جناب وزیر خزانہ نے ایک بڑا ہمہ گیر بجٹ ایوان کے سامنے پیش کیا۔ انہوں نے پنجاب حکومت کے وژن اور ہمارے بڑے اہم اہداف کے بارے میں اپنی تقریر میں بات کی۔ اس کے بعد پھر اس پر ایوان میں عمدہ پُر مغز گفتگو کی گئی۔ Honourable Leader of the Opposition نے اپنی تجاویز پیش کیں اور انہوں نے بجٹ پر اپنا point of view پیش کیا جبکہ آج یہ ایوان بجٹ کو approve کر رہا ہے اور الحمد للہ پاکستان مسلم لیگ (ن) کو ایک تاریخی mandate پنجاب کی عوام نے دیا ہے جو کہ 65 سالہ تاریخ میں سب سے بڑا mandate ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں نے اپنی پارلیمانی پارٹی کی پہلی میٹنگ میں بھی یہ گزارش کی تھی اور آج میں یہ گزارش آپ کی خدمت میں اس ایوان کے floor پر کرنا چاہتا ہوں کہ 1997 کے الیکشن اور 2013 کے الیکشن میں بہت بڑا فرق ہے۔ بغیر تفصیل میں جائے اُس وقت ایک television channel تھا جس کا نام PTV تھا اور آج بھی ہے اور اخبارات ورسائل تھے۔ آج درجنوں نہیں بلکہ سینکڑوں چینل اور بے شمار اخبارات ہیں اور میڈیا آج انتہائی طاقتور ہے۔ حکومتوں اور اداروں کو میڈیا کی بات کو غور سے سننا پڑتا ہے اور اس پر کان دھرنے پڑتے ہیں۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ بعض اوقات بعض واقعات صحیح ہوتے ہیں، بعض کو کسی اور پیرائے میں بتایا جاتا ہے۔ یہ ایک ایسی بات ہے کہ honest mistake کسی سے بھی ہو سکتی ہے لیکن یہ حقیقت ہے کہ آج میڈیا ایک بہت بڑا organ ہے اور عوام اس کو سنتے اور دیکھتے ہیں لہذا حکومتوں، پارٹیوں اور اداروں کو بھی ان کو غور سے سننا پڑتا ہے اور ان کی بات پر دھیان دینا پڑتا ہے۔ میں کہہ یہ رہا ہوں کہ 1997 میں ایک چینل تھا اور آج درجنوں چینل ہیں۔ آج میڈیا کی طاقت بے پناہ ہے۔ Honourable Leader of the Opposition کی جو پارٹی ہے انہوں نے بھی اپنی بات کی، ہم نے بھی اپنی بات کی، پیپلز پارٹی نے بھی اپنی بات کی، تمام پارٹیوں نے اپنی بات کی، اپنی اپنی قوتِ خرچ کے مطابق سب نے اپنا اپنا نقطہ نظر بہت قیمتی اشتہارات

کے ذریعے پیش کیا، پوری قوم کو بتایا، تجزیے پیش کئے گئے اور پھر television talks ہوئیں، election campaigns ہوئیں اور سب پارٹیوں نے اپنا پروگرام عوام کے سامنے پیش کیا اور اس کے بعد ایک تو جو میں نے میڈیا کا فرق بتایا اور دوسرا یہ تھا کہ 1997 میں ماسوائے دو پارٹیوں کے کوئی choice نہیں تھی۔ اس مرتبہ میدان میں دو سے زائد پارٹیاں تھیں اور عوام کے پاس یہ choice تھی کہ وہ پارٹی (A) کو ووٹ دیں، پارٹی (B) کو ووٹ دیں، پارٹی (C) کو ووٹ دیں یا پارٹی (D) کو ووٹ دیں، ان کے پاس بھرپور choice تھی اور یہ بات بھی اپنی جگہ درست ہے کہ اس مرتبہ establishment neutral تھی اور at best تھی۔ میں یہ بات on the floor of the House کر رہا ہوں۔ Leader of the Opposition لبوں میں مسکرا رہے ہیں اور میری بات کو اچھے طریقے سے سمجھ رہے ہیں۔ (قہقہے) (نعرہ ہائے تحسین)

اس کے بعد الحمد للہ پنجاب کے عوام نے خصوصی طور پر اور پاکستان کے عوام نے عمومی طور پر بیلٹ باکس پر جو choice اپنائی وہ مسلم لیگ (ن) کی تھی۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے "شیر، شیر" کی نعرہ بازی)

حالانکہ ہم سب جانتے ہیں، یہاں پر ماشاء اللہ بڑے بڑے سیاسی لیڈران بیٹھے ہیں جو ایک مرتبہ نہیں، دو مرتبہ نہیں، تین تین مرتبہ الیکشن جیت کر آئے ہیں۔ خود Leader of the Opposition جو ہیں 1988 میں میرے colleague تھے اور آج پھر الحمد للہ یہ الیکشن جیت کر آئے ہیں مگر میرے کئی دوست، بزرگ اور بہنیں ایوان میں first timers ہیں تو سب جانتے ہیں کہ یہ established norm ہے کہ کوئی بھی پارٹی یا حکومت، وقت گزارے تو incumbency factor ہوتا ہے اور وہ incumbency factor depend کرتا ہے کہ اس پارٹی نے عوام کی کتنی خدمت کی ہے اور کتنی نہیں کی ہے۔ اس حساب سے عوام اس کو جانچتے ہیں تو ہم نے پانچ سال یہاں پر پنجاب میں عوام کی خدمت کی ہے، ہم پر friendly opposition کا بھی label لگا اور بھرپور لگایا گیا بلکہ friendly opposition کے اس طعنے سے جان چھڑانی مشکل ہو گئی تھی، ہم انسان ہیں فرشتے تو نہیں ہیں، ان تمام کمزوریوں کے باوجود عوام کی خدمت کی گئی اور پنجاب میں عوام نے مسلم لیگ (ن) کو 84 فیصد ووٹ دیئے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے "شیر، شیر" کی نعرہ بازی)

یہ simple majority نہیں ہے، یہ two third majority نہیں ہے، یہ four fifth majority ہے تو میں آپ کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اسی قرینے سے ہم سب کا سر اللہ تعالیٰ کے حضور بہت عاجزی سے جھکا ہوا ہے مگر بہت اعتماد سے ہم اس بات کا اعلان کرنا چاہتے ہیں اور آپ کی خدمت میں عرض کرنا چاہتے ہیں کہ جو ذمہ داری پنجاب کے عوام نے ہمارے کندھوں پر رکھی ہے میں اس ایوان سے وعدہ کرتا ہوں کہ انشاء اللہ ہم مل کر اس ذمہ داری کو پورا کرنے کے لئے اپنی جان لڑادیں گے اور انشاء اللہ عوام سے کیا ہوا وعدہ پورا کریں گے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے "شیر، شیر" کی نعرہ بازی)

آج کے سب سے بڑے مسئلہ کی اس بجٹ میں بھی Honourable Finance Minister نے بڑی وضاحت سے بات کی ہے کہ آج سب سے بڑا مسئلہ لوڈ شیڈنگ کا ہے۔ میں ماضی میں نہیں جانا چاہتا ہوں، صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ لوڈ شیڈنگ کا مسئلہ صرف میرا نہیں ہے، صرف مسلم لیگ (ن) کا نہیں ہے، یہ تمام political parties کا نہیں ہے، یہ صوبہ پنجاب کا نہیں ہے، یہ صوبہ سندھ کا نہیں ہے، یہ خیبر پختونخواہ کا نہیں ہے، یہ بلوچستان کا نہیں ہے، بلکہ یہ پاکستان کے 18 کروڑ عوام کا ہے۔ یہ بزرگوں کا ہے، بوڑھوں کا ہے، نوجوانوں کا ہے، بچوں کا ہے، سکولوں کا ہے، ہسپتالوں کا ہے، کارخانوں کا ہے، زراعت کا ہے، اس کا تعلق روزگار سے ہے، معیشت سے ہے اور پاکستان کے survival سے ہے۔ اگر بجلی ہوگی تو پاکستان کا مستقبل تابناک ہوگا، خدانخواستہ بجلی نہ ہوئی تو ہر چیز تہہ و بالا ہو جائے گی۔ یہ ہے وہ چیلنج جس کو ہم نے قبول کیا ہے اور میں یقین کے ساتھ یہ کہہ سکتا ہے کہ اگر اس میں ہم سب نے مل کر اپنے اذہان کے ساتھ، اپنی اجتماعی بصیرت کے ساتھ کوشش کی تو انشاء اللہ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آئندہ آنے والے مہینوں اور سالوں میں لوڈ شیڈنگ کا مسئلہ حل ہوگا اور پاکستان ترقی کرے گا لہذا 22۔ارب روپے، میرے معزز دوست جو بیٹھے ہیں وہ نفی میں سر ہلا رہے ہیں۔ یہ اسی طرح کی نفی تھی جب ہم نے دانش سکول بنائے، یہ اسی طرح کی نفی تھی جب ہم نے 80 ہزار ٹیچروں کو میرٹ پر بھرتی کیا، یہ اسی طرح کی نفی تھی جب ہم نے 25 ہزار سپاہیوں اور ASI's کو بھرتی کیا اور میں آج بلاخوفِ تردید یہ بات کہہ سکتا ہوں کہ وہ بھرتیاں صرف نام کی بھرتیاں نہیں تھیں وہ حقیقت میں بھرتیاں تھیں۔ آج ان 80 ہزار ٹیچروں پر کوئی بھی اُنگلی نہیں اُٹھا سکتا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جس طریقے سے سیلاب میں، میں نے، میری حکومت نے، میری پارٹی نے، میرے سیاسی ساتھیوں اور وزراء نے جو کام کیا وہ سب کے سامنے ہے تو اگر اتنے بڑے challenges کا مقابلہ ہو سکتا ہے تو میں

بجلی کے حوالے سے اس لوڈشیڈنگ کو ختم کرنے میں نفی میں نہیں، ہاں میں سر ہلاؤں گا، ہاں میں سر ہلاؤں گا، ہاں میں سر ہلاؤں گا۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے
"میاں محمد شہباز شریف۔زندہ باد" کی نعرہ بازی)

ہاں! یہ بہت بڑا چیلنج ہے۔اگر اللہ تعالیٰ کی نصرت شامل حال نہ ہو تو اس پر قابو پانا ناممکن ہے لیکن خُدا صرف انہی کی مدد کرتا ہے جو اپنی مدد آپ کرتے ہیں جو خود اس چیلنج کو گلے لگا کر اس کو حل کرنے کے لئے نکل جاتے ہیں، دیوانہ وار اور شبانہ روز محنت کرتے ہیں۔آج بھی میں آپ کو یقین دِلا سکتا ہوں کہ صوبائی حکومت اور وفاقی حکومت کے شب و روز بھی اسی پر گزر رہے ہیں۔کل بھی جناب وزیر اعظم نے اسلام آباد میں اسی بارے میں میٹنگ بلائی ہوئی ہے کہ کس طریقے سے ہم لوڈشیڈنگ کے مسئلہ کو حل کریں اور انرجی کے معاملات کو طے کریں؟ گیس کا جو زیاں ہے، بجلی کی جو چوری ہے، میں نے پچھلی دفعہ بھی آپ کی خدمت میں یہ عرض کیا تھا کہ 207۔ارب روپے کی بجلی چوری ہوتی ہے، ایک ملک جو کشکول لے کر ہر جگہ مانگتا ہے اور پھر بجلی بھی چوری کرے اور پیسے بھی ادا نہ کرے اور جو ہمارے financial parameters ہیں ان کے تحت ہمارا اربوں ڈالر کا تیل امپورٹ ہوتا ہے۔گیس سستی ہے، بڑے بڑے صنعتی پراجیکٹس کے لئے گیس کی وہی قیمت ہو جو ایک گھر والا چولہا جلانے کے لئے حاصل کرے تو کبھی قومیں اس طرح آگے نہیں بڑھتیں۔ہمیں یہ تمام بڑے، کڑوے اور سخت فیصلے کرنے ہوں گے۔عام آدمی کی زندگی کو بچانے کے لئے، عام آدمی پر بوجھ نہ ڈالنے کے لئے ہمیں بڑے فیصلے کرنے ہوں گے تاکہ وسائل حاصل کئے جائیں کشکول کو، آج نہیں، کل نہیں، پرسوں نہیں کبھی تو توڑنا ہو گا اور اپنے پاؤں پر کھڑا ہونا ہو گا۔(نعرہ ہائے تحسین)

اس حوالے سے honourable Finance Minister نے اپنی speech میں جو vision دیا ہے وہ حکومت پنجاب کے vision کی عکاسی کرتا ہے۔انشاء اللہ جونہی ہم تیار ہوں گے چاہے وہ زراعت کے لئے سولر ٹیوب ویل ہوں، میرے جو متعلقہ معزز منسٹر ہیں وہ دِن رات میرے ساتھ meetings کر رہے ہیں، ہم experts کے ساتھ meetings کر رہے ہیں۔پنجاب میں 10 لاکھ ٹیوب ویل ہیں۔اس میں سے صرف ایک لاکھ ٹیوب ویل بجلی کے کنکشن پر چلتے ہیں اور 9 لاکھ ڈیزل پر چلتے ہیں۔اب بتائیے کہ ڈیزل کتنا مہنگا ہے؟ اس لئے کہ بجلی مہیا نہیں ہے۔اسی طریقے سے شہروں میں جو street lights ہیں وہاں پر ہم solar driven lights لگائیں گے اور وہ جو بجلی کا ماہانہ خرچ ہوتا ہے اس کی لاگت کو

paybackکرنے کے لئے اقساط میں واپس کریں گے۔اسی طرح ہسپتالوں میں جہاں پر دِن رات بجلی چاہئے،آپریشن تھیٹرز میں،جنرل وارڈز میں اور labsمیں کس طرح ہم وہاں پر solar panels لگائیں تاکہ ہسپتال چوبیس گھنٹے چلتے رہیں اور مریضوں کو دوائی، سرجری اور علاج کی سہولت ہر وقت مہیا ہو۔کس طریقے سے سکولوں اور کالجوں میں بجلی availableہو، خاص طور پر دور دراز کے علاقوں اور دیہاتوں میں بجلیavailableہو اور بچے اپنے اساتذہ سے پڑھتے رہیں۔

جناب سپیکر!میں مزید کسی تفصیل میں نہیں جانا چاہتا،میں سمجھتا ہوں کہ سب سے بڑا اور گھمبیر مسئلہ لوڈشیڈنگ کا ہے۔اس کے ساتھ ساتھ ہم اس میں تمام مسائل کا احاطہ کر سکتے ہیں، جس میں terrorismہے،لاء اینڈ آرڈر ہے، تعلیم اور علاج ہے۔آج میں صرف آپ کی خدمت میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ ہم نے جو22۔ارب روپے اس بجٹ میں مختص کئے ہیں یہ آٹے میں نمک کے برابر ہیں،یہ سمندر میں ایک قطرے کی مانند ہیں۔اس کے ساتھ ہم نے اربوں روپے اور جوڑنے ہیں، Public/Private Partnershipکو ہم نے لے کر آنا ہے،ہمارے جو دوست ممالک ہیں،ہمارے جو برادر ممالک ہیں،ابھی میرے ساتھ انرجی منسٹر معزز جناب شیر علی خان اور دوسرے ساتھی موجود تھے اور ترکی سے ہمارے سرمایہ کار آئے ہوئے تھے وہ بھی ہمارے ساتھ بیٹھے تھے کہ کس طریقے سے ہم LNG Gasیہاں پر پاکستان اور پنجاب میں لا سکتے ہیں؟ ہم ان سارے معاملات کا احاطہ کئے ہوئے ہیں۔جونہی اس کے اوپر ہماری تیاری ہوگی میں معزز اپوزیشن لیڈر اور تمام ساتھیوں کو بٹھاؤں گا،ان کے ساتھ ہم مشاورت کریں گے کہ یہ ہے وہroadmap جس سے ہم پنجاب اور پاکستان کو اندھیروں سے نکال کر اُجالوں کی طرف لے کر جانا چاہتے ہیں۔پاکستان کی ترقی، خوشحالی، زرعی ترقی اور صنعتی ترقی کو آگے بڑھا سکتے ہیں اور لاکھوں لوگوں کو روزگار مہیا کر سکتے ہیں۔میں انہی الفاظ پر اکتفا کروں گا اور ایک مرتبہ پھر آپ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اس معزز ایوان کا شکریہ ادا کرتا ہوں،جناب فنانس منسٹر کا شکریہ ادا کرتا ہوں، جناب لیڈر آف دی اپوزیشن اور تمام ساتھیوں کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے اس پوری exerciseمیں بھرپور کوشش کی،contributeکیا اور میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ ان کے جو مشورے اور سفارشات تھیں ان پر ہم نے پوری تندہی سے غور کیا ہے۔انشاء اللہ جوں جوں موقع آئے گا ہم ان سے مستفید ہوں گے۔آپ کا بہت بہت شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

(اس مرحلہ پر معزز خواتین ممبران حزب اقتدار کی طرف سے
"میاں محمد شہباز شریف۔زندہ باد" کی نعرہ بازی)

**جناب سپیکر:** شکریہ۔آج کا ایجنڈا مکمل ہوا اب اجلاس بروز جمعرات 27۔جون صبح 10 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔